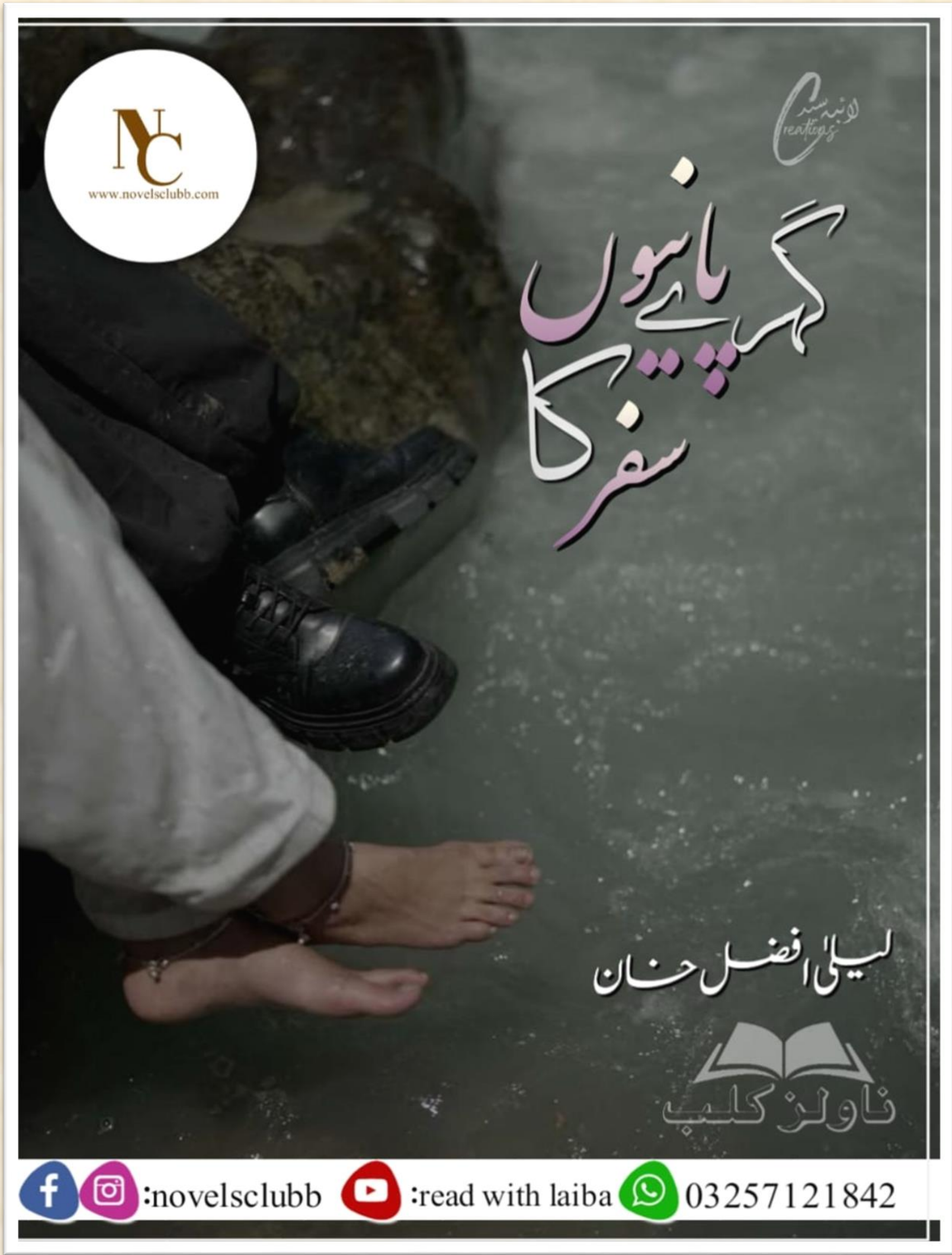
www.novelsclubb.com
گہرے پانیوں کا سفر
لیلیٰ افضل خان
ناولز کلب
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

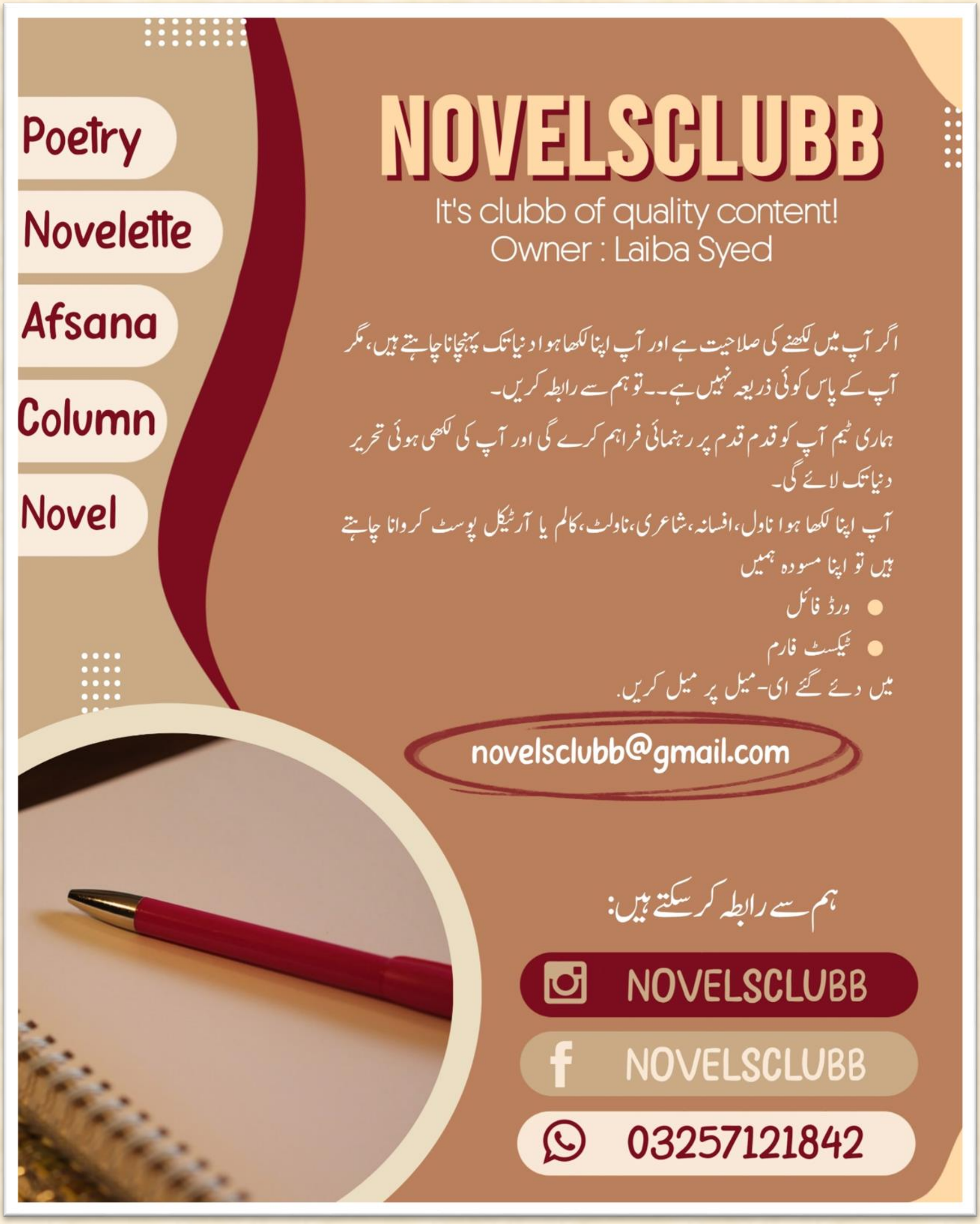
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

گہرے پانیوں کا سفر

از قلم

لیلیٰ افضل خان

Clubb of Quality Content!

ناول: گہرے پانیوں کا سفر

رائٹر: لیلیٰ افضل خان

آخری قسط

رُخسار...

وہ اپنے کمرے میں آگئی۔ سفر کی تھکن جیسے وہ بھول ہی چکی تھی، کیونکہ واپس آکر اکبر کی بادشاہت نے اسے ہر تھکن اور ہر دکھ بھلادیا تھا۔ وہ آکر اپنے عالی شان بستر پر بیٹھ گئی۔ بہت سی باتیں اُس کے ذہن کو الجھا رہی تھیں۔

"اُف! میرے ساتھ یہ سب کیوں ہو رہا ہے؟"

اس نے تنگ آکر خود سے کہا۔

"نہا لیتی ہوں، شاید کچھ بہتر محسوس کروں اور کچھ سمجھ بھی آنے لگے۔"

اُس نے لمبی لمبی سانسیں لینے کے بعد سوچا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

پھر اُس نے اپنی ایک کنیز کو حمام تیار کرنے کا حکم دیا اور نہانے چلی گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

جب وہ نہا کر نکلی تو اُس نے کریم رنگ کا ریشمی گاؤن پہن رکھا تھا۔ایک کنیز پہلے ہی اُس کے انتظار میں ہاتھ میں کنگھی لیے کھڑی تھی۔اُس نے رُخسار کو کرسی پر بٹھایا اور آہستہ آہستہ اُس کے بھورے اور گھنگریالے بالوں میں کنگھی پھیرنے لگی۔

رُخسار کو یہ سب ایک عجیب سا سکون دے رہا تھا، جیسے اُس کے دل کا اضطراب دھیرے دھیرے کم ہو رہا ہو۔ سفر کی ساری تھکن اتر تی جا رہی تھی اور اس کا ذہن شدید دباؤ سے آزاد ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

بالوں کو اچھی طرح سکھانے اور سنوارنے کے بعد کنیز نے اُسے ہلدی والا گرم دودھ پیش کیا، جسے وہ خاموشی سے پی گئی۔ پھر وہ اپنے بستر پر آ کر لیٹ گئی۔

کمرے میں ہلکی ہلکی خوشبو پھیلی ہوئی تھی، شمعوں کی مدھم روشنی دیواروں پر لرز رہی تھی، اور باہر رات کی خاموشی آہستہ آہستہ محل کو اپنی آغوش میں لے رہی تھی۔

رُخسار نے آنکھیں بند کر لیں۔ ذہن میں بے شمار سوال تھے، مگر جسم اب مزید بوجھ اٹھانے کے قابل نہ تھا۔

کچھ ہی دیر میں گہری نیند نے اُسے اپنی آغوش میں لے لیا۔

~~~~~~~~

"بابا جان!"

اُس نے صبغت شاہ کے کمرے کا دروازہ کھولتے ساتھ ہی اُنہیں پکارا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"رُخسار!" وہ اسے دیکھتے ہی بیتابی سے بولے۔ان کی آنکھوں میں حیرت اُتر آئی۔

وہ دروازہ بند کر کے اُن کے قریب آئی۔

"بابا جان!"
~~~~~~~~

رُخسار آکر ان سے لپٹ گئی اور پھر صبغت شاہ کے ساتھ ہی پلنگ پر بیٹھ گئی۔اب جیسے الفاظ ختم ہو گئے تھے۔

دونوں کافی دیر تک خاموش آنسو بہاتے رہے۔رُخسار کے اپنے دکھ تھے، صبغت شاہ کے اپنے، مگر زندگی نے دونوں کو ایک ایسے موڑ پر لا کھڑا کیا تھا کہ اُنہیں یوں محسوس ہوا جیسے ایک دوسرے کے سوا ان کا کوئی نہیں۔

"مجھے صبح سے محل میں تمہاری خوشبو آ رہی تھی۔"

وہ رندھی ہوئی آواز میں بولے تو رُخسار نے دائیں ہاتھ سے اپنے گالوں پر آئے آنسو صاف کیے۔

"آپ مجھے پہلے سے کافی بہتر لگ رہے ہیں۔"

رُخسار نے ان کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔اُسے وہ واقعی پہلے سے بہت بہتر لگے۔

"میں اب پہلے سے کافی بہتر ہوں۔میری بیٹی کا سفر کیسا رہا؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

صبغت شاہ نے اپنی طبیعت پر زیادہ بات کرنا ضروری نہ سمجھا۔

رُخسار ان کے سوال پر طنزیہ سی مسکرائی۔

"اس سفر کے حال احوال پر تو اگر تاریخ دان بیٹھ کر موٹی موٹی کتابیں بھی لکھیں تو کم ہیں، ایک جملے میں کیسے بتاؤں کہ یہ سفر کیسا تھا؟"

سفینہ الجبران کے تمام مسافروں کے لیے یہ سفر ایسا ہی تھا، ہر ایک کی اپنی داستان تھی۔

رُخسار نے کمرے میں وہ مخصوص بو محسوس کرنے کی کوشش کی، لیکن اُسے اس طرح کی کوئی بو نہ آئی۔ اس نے کمرے کا جائزہ لیا۔ اُسے صبغت شاہ کا کمرہ بالکل ویسا ہی لگا جیسا ہوا کرتا تھا، مگر ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اب کوئی اس کمرے میں موجود چیزوں کی ترتیب کا خاص خیال رکھ رہا ہو۔

"تمہیں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی سفر کے دوران؟"

صبغت شاہ کے سوال پر رُخسار کے چہرے پر بہت سے رنگ آئے۔

"تکلیف تو ہوئی تھی، اور بہت زیادہ ہوئی تھی... اور پھر اس تکلیف کی دوا بھی مل گئی۔ مجھے اللہ مل گیا۔"

اس نے کہا تو اس کی آواز کسی گہری کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔ ادھوری خواہشات انسان کو رب سے ملا دیتی ہیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کسی کو اللہ مل جائے تو اس سے اچھی کوئی بات نہیں ہے۔"

انہوں نے جواب دیا۔

"میں نے وہاں اپنا مشیرِ خاص چُن لیا تھا۔ وہ بہت اچھے انسان تھے۔ میں نے اُن سے بہت کچھ سیکھا۔ شاید میری زندگی میں ان جیسا شخص کبھی نہیں آیا تھا۔ یہی وہ شخص تھے جنہوں نے مجھے میرے درد کی دوا لا کر دی، مجھے مرہم دیا۔ لیکن جب مجھے ان کی عادت ہونے لگی تو وہ مجھ سے دور ہو گئے وہ مر گئے۔۔ مجھے بہت دکھ ہوا، میں بہت روئی۔ لیکن اب میں سمجھ گئی ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے بھی مجھے مضبوط کرنا چاہتے تھے۔" رخسار کو جلال خان کی بہت یاد آئی۔ یہ سچ تھا کہ رخسار کی زندگی میں جلال خان جیسے شخص کبھی نہیں آئے اور نہ ہی کبھی آئیں گے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رُخسار جیسے کسی کیفیت کے اثر میں بولتی جا رہی تھی، صبغت شاہ خاموش رہے۔

"پھر یہاں آئی تو سب بدل چکا تھا۔ اکبر نے تخت لے لیا، اُس نے سب کچھ مجھ سے چھین لیا۔ بابا جان، آپ کو یہ سب معلوم ہے؟"

اس نے ان سے پوچھا تو وہ بے اختیار اثبات میں سر ہلا گئے۔

"یہ بہت پہلے ہونا تھا، رُخسار۔ اکبر کا تخت پر زیادہ حق ہے، بلکہ وہی اصل حق دار ہے۔ یہ ایسی حقیقت ہے جس سے ہم منہ نہیں موڑ سکتے۔ یہ ضروری تھا... ہم سب کے لیے اسی میں بہتری ہے۔"

وہ بس اتنا ہی بولے اور رُخسار سمجھ گئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

صبغت شاہ کا دل چاہا کہ کاش ایک دفعہ نازیہ اُن کے سامنے آ جائے۔ وہ ایک تمانچہ تو اُس کو ضرور مارتے۔ اُس نے اِن سب کی زندگیوں کو تباہ کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ اپنی بیٹی کو بھی راجدھانی کے چکر میں محل کا ایک قیدی بنا کر رکھ دیا تھا۔

بظاہر تو نازیہ یہی چاہتی تھی کہ رُخسار محل پر حکومت کرے، لیکن اس نے رخسار کو محل کا قیدی بنا دیا تھا۔ مگر نازیہ نہیں جانتی تھی کہ اس نے رُخسار کو کتنا توڑا تھا۔ وہ ہر ایک کی مجرم تھی لیکن وہ اپنی ہی بیٹی کی مجرم سب سے زیادہ تھی۔

وہ دکھ سے مسکرائی تھی۔اسے اپنی ماں کی آج تک سمجھ نہ آئی کہ وہ آخر چاہتی کیا تھیں۔

~~~~~~~~

ہوائیں آج کچھ الگ تھیں۔کافی دیر تک ٹھنڈی ہوائیں چلنے کے بعد آسمان سیاہ بادلوں سے ڈھک گیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے بارش شروع ہو گئی۔یوں ہوا میں بسی گیلی مٹّی کی خوشبو رُخسار کے کمرے کی کھڑکی سے ہوتی ہوئی اُس تک جا پہنچی اور پل بھر میں پورا کمرہ اس مہک سے معطر ہو گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

رُخسار کمرے کے بیچوں بیچ بچھی جائے نماز پر بیٹھی تھی۔اس کے ہاتھ میں وہی جلال خان کی دی ہوئی تسبیح تھی۔وہ ہر تھوڑی دیر بعد اس کا ایک دانہ گراتی،نہ جانے وہ اس پر کیا ورد کر رہی تھی۔اگر کوئی اُس کے چہرے کو غور سے دیکھتا تو وہاں ایک انوکھا سکون بکھرا نظر آرہا تھا۔اس کے دل کا اضطراب جیسے کہیں کھو گیا تھا۔اور اس کی جگہ سکون نے لے لی تھی۔
~~~~~~~~

یہ سکون اسے اللہ کی ذات سے ملا تھا۔

آج اُسے حجاز کے سفر سے واپس آئے چوتھا دن تھا اور اِن چار دنوں میں اُس نے خود کو دنیا کی مصروفیات سے الگ کر لیا تھا۔ وہ اب اپنے کمرے میں تنہا، جائے نماز پر بیٹھی رہتی۔ کبھی ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو جاتی، کبھی خاموشی سے ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگتی، اور کبھی یوں محسوس ہوتا جیسے وہ اپنے رب سے باتیں کر رہی ہو۔

بارش کی بوندیں کھڑکی سے ٹکراتی رہیں، ٹھنڈی ہوا پردوں کو ہلکا سا جنبش دیتی گئی اور گیلی مٹی کی خوشبو کمرے میں پھیلتی رہتی، مگر رُخسار اس سب سے بے نیاز اپنی کیفیت میں گم تھی۔ اُس کی آنکھوں میں نہ کوئی شکوہ تھا، نہ ہی کسی سے کوئی گلہ۔ حجاز کا سفر اُس سے بہت کچھ چھین کر لے گیا تھا، مگر اس کے بدلے اسے اپنے رب کی قربت عطا کر گیا تھا، اور شاید یہ وہ دولت تھی جس کے سامنے دنیا کی ہر نعمت ہیچ تھی۔

~~~~~~~~
~~~~~~~~

کچھ روز کے بعد...

اس روز رُخسار اپنے کمرے میں بیٹھی ایک کتاب پڑھ رہی تھی کہ اس کے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی اور پھر آمنہ کنیز اندر آگئی۔

"شہزادی، آپ کو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کنیز کے ہاتھ میں نور بانو کا بھیجا ہوا دعوت نامہ تھا۔

"نہیں۔ میں نے کہا تھا نا کہ جب کسی چیز کی ضرورت ہو گی تو خود بتاؤں گی، بار بار مت آیا کرو۔"

حجاز سے واپسی کے بعد رُخسار نے جیسے خود کو اپنے کمرے تک محدود کر لیا تھا۔اس نے تمام خادماؤں اور کنیزوں کو سختی سے کہہ دیا تھا کہ جب تک وہ خود کسی کو نہ بلائے، کوئی اس کے کمرے میں داخل نہ ہو۔

"میں... یہ دعوت نامہ نور بانو بی بی نے آپ کو دینے کے لیے کہا تھا۔"

اُس نے ادب سے دعوت نامہ آگے بڑھایا۔اُس کی نفیس سجاوٹ اور سنہری نقش و نگار بتا رہے تھے کہ یہ کسی شادی کی دعوت ہے۔

"تو آخر تم دونوں شادی کر رہے ہو..."

رُخسار کے دل میں ایک خیال سا ابھرا، مگر اگلے ہی لمحے وہ ماند پڑ گیا۔

"ٹھیک ہے، اسے سامنے میز پر رکھ دو۔ اب تم جا سکتی ہو۔"

آمنہ نے دعوت نامہ میز پر رکھا، رُخسار پر ایک سرسری نظر ڈالی اور خاموشی سے کمرے سے نکل گئی۔

جونہی دروازہ بند ہوا، رُخسار کی نگاہ اس دعوت نامے پر جا ٹھہری۔ وہ آہستہ سے اپنے عالی شان بستر سے اٹھی اور میز تک آ گئی۔

"یہ تو ہونا ہی تھا، رُخسار۔ کیا تمہیں اب بھی فرق پڑتا ہے؟"

اس نے خود سے سوال کیا۔

اور پھر جواب دیے بغیر دعوت نامہ وہیں چھوڑ کر کھلی کھڑکی کے پاس جا کھڑی ہوئی۔

پردے ایک طرف کو ہٹے ہوئے تھے۔ جونہی وہ کھڑکی کے قریب پہنچی، خوشگوار ہوا کے ایک جھونکے نے اُس کا استقبال کیا۔ نیچے محل کا باغ صاف دکھائی دے رہا تھا۔

باغ میں نور بانو اور جبران بن خلیل آہستہ آہستہ چہل قدمی کر رہے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رُخسار نے اُن دونوں کو دیر تک دیکھا۔

حیرت انگیز طور پر نہ اُس کے دل میں کوئی کسک اٹھی، نہ کوئی حسد، نہ کوئی شکوہ۔

اُس نے پہلی بار ان دونوں کو ایک عام انسان کی نظر سے دیکھا۔

"ویسے... دونوں ساتھ اچھے لگتے ہیں۔"

وہ آہستہ سے مسکرائی۔

"مجھے اب واقعی فرق نہیں پڑتا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے اپنے دل کی گہرائیوں سے اعتراف کیا۔

"میرے لیے نور بانو میری سہیلی ہے، ایک ایسی سہیلی جس نے مجھے عربی بولنا سکھایا۔ اور جبران... جبران میرے لیے ایک تاجر، ایک ایسا تاجر جس کی محبت نے مجھ سے تخت تک بھلا

دیا۔ لیکن پھر اِسی تاجر کی وجہ سے میری دوستی اُس ذات سے ہو گئی جس سے بات کر کے مجھے ڈھیروں سکون ملتا ہے۔ میں تم سے کبھی نفرت نہیں کر سکتی، جبران بن خلیل! میرے دل میں ہمیشہ تمہاری عزت ہو گی، اور میں ہمیشہ تمہارا احترام کروں گی۔ تم میرے لیے ہمیشہ خاص رہو گے۔"

وہ پُر سکون لہجے میں اپنے آپ سے کہتی گئی اور پھر سے اُس میز تک آئی۔ اُس نے دعوت نامہ اٹھایا اور اُس پر فارسی میں لکھے گئے الفاظ پڑھنے لگی۔ الفاظ پڑھنے کے بعد اُس کے چہرے پر حیرت نمودار ہوئی۔

"تو یہ نور بانو کی بہن اور عمر کے بھائی کی شادی ہے، جس کا ذکر نور بانو نے مجھ سے کیا تھا۔"

دعوت نامے پر درج الفاظ پڑھنے کے بعد اُس نے آہستگی سے کہا۔

"نور بانو نے مجھ سے عمر کے خلاف ثبوت مانگے تھے، کیا مجھے اُس کی مدد کرنی چاہیے؟"

وہ چند لمحوں کے لیے خاموش ہو گئی۔

"ایسا کرنے سے میں بھی مجرم قرار پاؤں گی... اور اب جب میں توبہ کر چکی ہوں تو اپنے گناہ اور جرائم لوگوں کے سامنے کیوں لاؤں؟ جبکہ جلال خان نے بھی مجھ سے کہا تھا کہ توبہ کرنے کے بعد اپنے گناہ لوگوں کو مت بتاؤ۔"

وہ ایک نکتے پر آکر سوچ میں پڑ گئی۔

"پہلے نور بانو کی بہن سمیرا کی شادی پر جاتے ہیں، اُس کے بعد دیکھ لیں گے۔"

یہ سوچ کر اُس نے دعوت نامہ واپس میز پر رکھ دیا اور پلنگ پر آکر بیٹھ گئی۔ پھر کتاب کھولی اور خاموشی سے مطالعہ کرنے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

~~~~~~~~

"نیچے آوازیں کیسی ہیں؟ کون آیا ہے؟" سمیرا جو اپنے کمرے میں دلہن بنی بیٹھی تھی، آوازوں پر اُس نے نگینہ سے پوچھا۔ سب نیچے تھے تو نگینہ سمیرا کے ساتھ رک گئی تھی۔
~~~~~~~~

"میں دیکھ کے آتی ہوں، آپ یہیں ٹھہریں۔" نگینہ نے جواباً کہا اور کہہ کر نیچے آئی، اور نور بانو کی منگنی ہوتے دیکھ کر واپس اوپر کو بھاگی۔ وہ واپس آئی تو دیکھا سمیرا اُس کے انتظار میں بیٹھی تھی۔

"مبارک ہو آپ کو بہت بہت۔" نگینہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ایسا کیا ہوا ہے جو مبارکباد دے رہی ہو؟" سمیرا کو سمجھ نہ آئی۔

"آپ کی بہن اب آپ کی دیورانی بن گئی ہے، سب اتنے خوش ہیں نیچے۔ میں جیسے ہی نیچے گئی تھی، عمر نور بانو کو انگوٹھی پہنا رہا تھا۔"

دیورانی والی بات پر تو سمیرا کو سمجھ نہ آئی کہ نگینہ کیا کہہ رہی ہے مگر جب اُس نے عمر والی بات کی تو سمیرا جو اپنے پلنگ پر دلہن بنی بیٹھی تھی، ایک دم سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟"

اُس نے اٹھتے ساتھ ہی کہا، پھر اپنا غرارہ دونوں ہاتھوں سے تھام کر اپنے کمرے کی کھڑکی تک آئی جو صحن میں کھلتی تھی۔ تھوڑا ترچھا کھڑے ہو کر نیچے دیکھنے لگی۔

Clubb of Quality Content

"کوئی دیکھ لے گا، آپ اِدھر آئیں۔"

نگینہ کو سمیرا پر بہت زیادہ حیرت ہوئی کہ وہ بجائے خوش ہونے کے بھاگ کر کھڑکی تک کیوں گئی ہے۔

نیچے کا منظر بالکل واضح تھا، سب مہر النساء خاتون کو اور عمر اور اسد کو مبارکباد دیتے ہوئے نظر آ رہے تھے اور نور بانو کا چہرہ گھونگھٹ میں چھپا تھا۔

"نور بانو اس منگنی کے لیے کیسے مان گئی؟ اور اتنی اچانک منگنی کیسے ہو گئی؟"

سمیرا حیرت میں گھری سوچ رہی تھی۔ ابھی وہ کچھ اور بھی سوچتی مگر منظر ایک دم سے بدلا تھا اور نور بانو بے ہوش ہوئی تھی۔ اُس کے ساتھ ہی کھڑی خدیجہ نے اُس کو بازو سے تھام کر کرسی سے گرنے سے بچایا تھا۔ سمیرا نے بے اختیار کھڑکی کے ساتھ والی دیوار کو تھاما۔

"یا اللہ یہ کیا ہو گیا، میری بہن۔"

سمیرا کے منہ سے بے اختیار نکلا تھا۔

"کیا ہوا سمیرا باجی؟ آپ ایسے کیوں کہہ رہی ہیں؟"

نگینہ نے آگے آکر اُس سے پوچھا۔ سمیرا کی آنکھوں میں موجود وہ موٹے موٹے آنسو نگینہ سے نہ چھپ سکے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"کیا آپ نہیں چاہتیں کہ آپ کی بہن آپ کی دیورانی بنے؟"

نگینہ نے معصومیت سے اُس سے پوچھا اور پھر کھڑکی سے نیچے دیکھا تو نور بانو کو بے ہوش پایا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔"

سمیرا نے کھوئے کھوئے لہجے میں جواب دیا،اور پھر لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ واپس پلنگ تک آئی۔

"نور بانو بے ہوش ہو گئی ہے، میں نیچے جاتی ہوں۔"

اُسے واپس پلنگ پہ بیٹھتا دیکھ کر نگینہ نے تشویش سے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نور بانو عمر سے شادی نہیں کرنا چاہتی... وہ مر جائے گی۔"

سمیرا کے بولنے پر نگینہ حیرت میں گھری اُس کے ساتھ ہی پلنگ پر آ کر بیٹھ گئی۔

"مگر کیوں؟ عمر سے تو ہر کوئی شادی کرنا چاہتا ہے۔"

"نور بانو وہ نہیں چاہتی جو سب چاہتے ہیں۔"

"پھر بھی عمر میں برائی کیا ہے؟"

نیچے سے مسلسل "نور بانو آنکھیں کھولو" کی آوازیں آ رہی تھیں۔

"عمر میں برائی نہیں ہے... وہ کسی اور سے محبت کرتی ہے۔"

اس انکشاف پر تو نگینہ کو مزید حیرت ہوئی۔

"وہ لڑکا کہاں ہے اور کون ہے؟"

اُس نے اُسی طرح حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تاجر ہے... بغداد سے آیا ہے... اُس نے ولیمے پہ حویلی بلایا ہے اُسے... اچھا سنو، ابھی حالات سنبھلنے دو، نور بانو کو بھی سنبھلنے دو اور کسی سے بھی اس راز کا ذکر نہ کرنا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اُس نے نگینہ کو کسی کو بھی بتانے سے منع کیا اور پھر سے کھڑکی تک آئی تو دیکھا نور بانو کو اب ہوش آ چکا تھا۔ اُس کی کھلی آنکھیں دیکھ کر سمیرا کو تھوڑی بہت تسلی ہوئی۔

~~~~~~~~
~~~~~~~~

اسے ہوش آنے کے بعد، جب اسد اور عمر وہاں سے چلے گئے، تو خدیجہ اُس کا ہاتھ تھامے مہر النساء خاتون کے کمرے میں لے آئی۔ نور بانو کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم سے روح نکلتی جا رہی ہو۔ اُس کا دم گھٹ رہا تھا، جیسے ابھی سانس رک جائے گی۔

خدیجہ نے اُسے آہستگی سے پلنگ پر بٹھایا۔

"میں ذرا باہر کے کام دیکھ لوں، تم یہیں بیٹھی رہو۔ مجھے لگتا ہے تم ابھی تک ٹھیک نہیں ہو۔ کاموں کی فکر مت کرو، میں ان سب میں ماہر ہوں، سنبھال لوں گی۔ کچھ کھانے کو لا دوں؟"

اس نے آخر میں نرمی سے پوچھا۔

نور بانو نے خاموشی سے نفی میں سر ہلا دیا۔

اس وقت کمرے میں کوئی موجود نہ تھا۔ گھر کے سب افراد اپنی اپنی مصروفیات میں لگ چکے تھے اور وہ اکیلی، بے جان سی، مہرالنساء خاتون کے کمرے میں بیٹھی تھی۔

"یااللہ... میں یہ سب کیسے برداشت کروں گی؟ میری مدد کریں۔ مجھے اکیلا نہ چھوڑیے۔ میں اتنی مضبوط نہیں ہوں کہ اس طرح خاموشی سے کسی اور کی ہو جاؤں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔ پلکوں کے پیچھے قید آنسو آنکھیں زور سے بند کرنے کے باعث اس کے گالوں پر بہنے لگے۔

وہ اسی عالم میں بیٹھی تھی کہ نگینہ کمرے میں داخل ہوئی۔

"سمیرا باجی کہہ رہی ہیں کہ تمہیں میں اوپر ان کے کمرے میں لے جاؤں۔"

نگینہ نے اس کے قریب آکر کہا۔ نور بانو کے آنسو اس سے بھی چھپ نہ سکے۔

نور بانو کو حیرت ہوئی کہ باقی سب کی طرح نگینہ نے اسے مبارک باد نہیں دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"چلو، شاباش... رو نہیں۔ آؤ، میرے ساتھ چلو۔"

نگینہ نے اس کے گالوں پر بہتے آنسو صاف کیے اور پھر اسے سہارا دے کر سمیرا کے کمرے میں لے آئی۔

سمیرا پلنگ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ نور بانو کو دیکھتے ہی فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔

نور بانو لپک کر اس کے گلے لگ گئی اور زار و قطار رونے لگی۔

"رومت، نور بانو۔ آؤ، یہاں بیٹھو۔ یہ کیا حالت بنالی ہے تم نے؟"

سمیرا نے ہلکی سی ڈانٹ کے ساتھ اسے اپنے پلنگ پر بٹھایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نگینہ ان دونوں کو تنہا چھوڑ کر نیچے چلی گئی۔

"اماں نے میری طرف دیکھا تک نہیں... مجھ سے پوچھنا تو دور کی بات، کہ میں کیا چاہتی ہوں۔ کیا ایسے طے ہوتے ہیں بیٹیوں کے رشتے؟ کیا کوئی ماں اتنی ظالم بھی ہو سکتی ہے؟"

نور بانو روتے ہوئے سمیرا کی عدالت میں اپنی ماں کی شکایت کرنے لگی۔

"کوئی ماں ظالم نہیں ہوتی، نور بانو، اور ہماری اماں تو بالکل بھی نہیں۔ ہاں، کبھی کبھی مائیں یہ سمجھتی ہیں کہ وہ بڑی ہیں، اس لیے وہی زیادہ سمجھدار ہیں۔ لیکن تم فکر نہ کرو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا، تم پہلے رونا تو بند کرو۔"

سمیرا نے نرمی سے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مگر نور بانو مسلسل سر جھکائے روتی رہی۔

"دکھ تو اس بات کا ہے کہ عمر کی حقیقت بھی کسی کو معلوم نہیں... اور اماں نے میری منگنی اسی سے کر دی۔"

"کیسی حقیقت؟"

سمیرا نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے پوچھا۔ وہ اب رو نہیں رہی تھی۔

"وہ اچھا انسان نہیں ہے... وہ غلط کاموں میں ملوث رہا ہے۔ مجھے رُخسار نے بتایا تھا۔ اور۔۔ اور مجھ سے شادی بھی اُس کی ضد ہے سمیرا باجی۔۔ وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے تاکہ مجھے گھر میں قید رکھے نہ کُتب خانہ کھول سکوں نہ ہی کچھ اور کر سکوں۔" وہ پھر سے رونے لگی۔

نور بانو نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے جواب دیا۔

سمیرا چند لمحے خاموش رہی۔ اس کے ذہن میں بہت سی باتیں گردش کرنے لگیں، مگر اس نے اپنے چہرے پر کسی خیال کو ظاہر نہ ہونے دیا۔

"تم پریشان مت ہو، نور بانو۔ ہمت سے کام لو۔ تم تو ہمیشہ سے سب سے زیادہ سمجھدار رہی ہو۔ اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکالیں گے۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

سمیرا اسے تسلی دے رہی تھی، مگر نور بانو کو یوں لگ رہا تھا کہ اس وقت اس سے زیادہ کمزور اور بے بس شاید پوری دنیا میں کوئی نہیں۔ اس کے دل میں امید کا آخری چراغ بھی مدھم پڑ چکا تھا اور اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی زندگی کا ہر راستہ بند ہو گیا ہو۔

وہ خاموشی سے سمیرا کے کندھے پر سر رکھے بیٹھی رہی، آنسو مسلسل اس کی آنکھوں سے بہتے رہے، اور دل ہی دل میں وہ اپنے رب سے ایک ایسے معجزے کی دعا مانگتی رہی جو اسے اُس آزمائش سے نجات دلا سکے۔

~~~~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~~~~

"کیسا لگ رہا ہوں؟" اسد نے عمر سے پوچھا۔ وہ کریم رنگ کی شیروانی پہنے ہوئے تھا، جس کے اوپر پیلے رنگ کا نفیس کام ہوا تھا۔ عمر نہ جانے اس بند کمرے سے کیوں نکلا تھا۔ یہ ان لوگوں کی حویلی کا وہ کمرہ تھا جو عرصے سے بند پڑا تھا مگر اسد نے آج وہاں سے عمر کو نکلتے دیکھا۔ عمر نے جب اسد کو دیکھا وہ جیسے گھبرا سا گیا۔

"بڑے اچھے لگ رہے ہو، دلہا بن کے۔" عمر نے بس ایسے تیسے ہی اس کی تعریف کر دی، وہ جیسے عجلت میں تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"یہ تو ہمیشہ ہی اسی طرح جلدی میں رہتا ہے۔" اسد نے سوچا۔

عمر چلا گیا اور اسد نے سوچا، "یہ اس کمرے میں کیا کرنے گیا تھا؟"

اسد نے یوں ہی سوچا کہ اس کمرے کو دیکھا جائے کیونکہ اس نے پچھلے کئی سالوں سے اس کو بند دیکھا تھا۔اسد کو یہ تو معلوم تھا کہ عمر اسے چابی سے بند کر کے رکھتا ہے لیکن ابھی نہ جانے اُسے کیا تجسس ہوا۔ولیمے کی تقریب شروع ہونے والی تھی اور ابھی اُس نے جلد سے جلد تعلیم و تربیت والی حویلی جانا تھا کیونکہ ولیمے کی تقریب وہاں منعقد ہوئی تھی۔اور یہ ان دونوں کی وہ حویلی تھی جس میں یہ لوگ رہتے تھے۔

وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا اس کمرے تک آیا۔اور دروازہ دھکیلا تو وہ کھلتا چلا گیا، عمر جلدی میں کھلا چھوڑ گیا تھا۔اس کمرے میں ہر طرف چھوٹے بڑے صندوق ہی صندوق تھے۔ان صندوقوں پر خوبصورت نقش و نگار ہوئے تھے۔اُس نے آگے بڑھ کر ایک صندوق کھولا اور وہ حیران رہ گیا، وہ صندوق سونے کے سِکّوں سے بھرا پڑا تھا۔اس نے ایک اور صندوق کھولا اور پھر ایک اور۔اسے انتہائی حیرت ہوئی، اتنے زیادہ سونے کے سکے؟اُسے یاد آیا عمر کو اس نے ہمیشہ اس کمرے سے نکلتے دیکھا تھا۔اس نے کب اس کمرے سے پرانا سامان نکالا اور

یہاں یہ سب رکھا، اسے یاد کرنے پر بھی معلوم نہ ہو سکا۔ وہ اسی طرح حیرت میں وہاں سے نکلا، اُسے دیر ہو رہی تھی، دوسری حویلی پہنچنا ضروری تھا۔۔

~~~~~~

وہ پرانی اور مضبوط حویلی آج دلہن کی طرح سجائی گئی تھی۔ یہ حویلی عام طور پر تو تعلیم و تربیت اور دوسرے ضروری کاموں کے لیے استعمال ہوتی رہی تھی مگر آج یہ خاص طور پر اسد اور سمیرا کے ولیمے کے لیے سجائی گئی تھی۔ آج حویلی میں عام لوگوں کا داخلہ بھی بند تھا، صرف وہ لوگ جو اس ولیمے میں بلائے گئے تھے وہی آج اس حویلی میں قدم رکھ سکتے تھے۔ حویلی کے صحن میں اونچی محرابوں پر گلاب اور چنبیلی کے پھولوں کی لڑیاں جھول رہی تھیں۔

عورتوں اور مردوں کے بیٹھنے کا اہتمام آمنے سامنے یوں کیا گیا تھا کہ دونوں طرف کے لوگ دوسری طرف دیکھ سکتے تھے۔ عورتوں کے بیٹھنے کے لیے رنگ برنگی دریوں اور گاؤ تکیوں کا اہتمام کیا گیا تھا، جب کہ دوسری طرف کرسیاں اور صوفے رکھے گئے تھے۔ دیواروں پر آویزاں پیتل کے فانوسوں میں شمعوں کی روشنی پورے آنگن میں سنہرا اُجالا بکھیر رہی تھی۔
~~~~~~

عورتوں کی طرف کونے میں ذرا سی اونچائی پر سمیرا کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ وہ اس وقت ہلکے گلابی رنگ کے کامدار جوڑے میں گھونگھٹ میں چہرہ چھپائے بیٹھی ہوئی تھی۔ خدیجہ اس کے ساتھ ہی بیٹھی اس کے مہندی لگے ہاتھوں میں گلاب اور موتیے کے گجرے پہنا رہی تھی۔

نور بانو بے چین سی ایک جگہ بیٹھی تھی۔ مردوں کی طرف ابھی زیادہ رش نہیں تھا، ابھی تک بہت کم مہمان آئے تھے۔ نور بانو ابھی تک سمیرا سے نہیں ملی تھی۔ کل سمیرا کی رخصتی ہو چکی تھی، طے یہی ہوا تھا کہ کم از کم دو دن نور بانو نے سمیرا کے ساتھ ہی رکنا تھا مگر نور بانو کی اچانک منگنی نے حالات بدل دیے تھے، اب وہ اپنی شادی سے پہلے سمیرا کے گھر نہیں رک سکتی کیونکہ یہ اب اس کا سُسرال تھا اور رواج کے مطابق لڑکی منگنی کے بعد اپنے سُسرال جا تو سکتی ہے مگر رات نہیں رک سکتی۔ مہر النساء خاتون نے ہلکے فیروزی رنگ کی بنارس کی ساڑھی پہنی تھی، کانوں میں سونے کی چھوٹی چھوٹی بالیاں اور گلے میں سونے کا ہار پہنے وہ

انتہائی باوقار لگ رہی تھی۔ نور بانو مرے ہوئے دل کے ساتھ تیار ہوئی تھی۔ آج وہ کل سے پھر بھی بہتر تھی۔۔ کم از کم مصنوعی سا مسکرا تو دیتی تھی۔ وہ ہلکے سبز رنگ کی شلوار قمیض میں تھی، جس کی قمیض گھٹنوں سے تھوڑی اوپر تھی جب کہ شلوار گھیر دار تھی۔ قمیض پر گوٹے کا نفیس سا کام ہوا تھا اور ہم رنگ جارجٹ کا دوپٹہ اس نے شانوں پر پھیلایا ہوا تھا۔

اس وقت اس وسیع و عریض آنگن میں چاروں طرف پکوان کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ اسے عمر کافی دفعہ نظر آیا تھا مگر وہ ولیمے کے سارے انتظامات کو خود دیکھ رہا تھا اس لیے وہ نور بانو کے پاس نہیں آیا تھا۔ اس کو دیکھ کے ہی نور بانو کا دل ڈوبنے لگتا، اسے بے بسی سی محسوس ہوتی۔

"یااللہ، میں نے آپ سے دعا کی تھی کہ عمر کی اصلیت سب کے سامنے لے آئیں اور میری اس سے جان چھڑا دیں اور آپ نے ہمیشہ کے لیے مجھے اس کے ساتھ ایک ان چاہے رشتے میں باندھ دیا۔"

اس نے جیسے بے بسی سے اللہ تعالیٰ سے شکوہ کیا تھا۔

~~~~~~~~~~~~~~

مہر النساء خاتون اپنی بنارسی ساڑھی پہنے پورے وقار کے ساتھ مہمانوں کا استقبال کر رہی تھیں۔ جب سے نور بانو کی منگنی ہوئی تھی، انہوں نے نور بانو کے سامنے آنے سے گریز کیا تھا اور بظاہر خود کو شادی کے کاموں میں مصروف دکھایا تھا۔

نور بانو نے دیکھا کہ سمیرا اکیلی بیٹھی ہے تو اس کے پاس آئی، اس کا گھونگھٹ ہلکا سا چہرے سے ہٹایا اور یوں اسے سمیرا کا چہرہ دکھا۔ وہ آنکھیں نیچے جھکائے دلہن بنی بیٹھی تھی۔

"ماشاءاللہ، بڑا نور آیا ہے آپ کے چہرے پر تو۔"

نور بانو کی آواز پہچان کر سمیرا نے نظریں اوپر اٹھائیں۔ ٹھیک اسی وقت جبران اور یوسف آگے پیچھے حویلی کے اندر آئے اور مردوں کے بیٹھنے کی جگہ تک آئے۔ نور بانو نے سمیرا کا گھونگھٹ تھامے ہی اس طرف دیکھا تو اسے جبران اور یوسف کرسیوں پر بیٹھتے ہوئے نظر آئے۔

"کیسی ہو نور بانو؟"
~~~~~~~~~~~~~~

سمیرا نے اُس سے اُس کا حال پوچھا،اور اس کے سوال پر نور بانو نے جبران سے نظریں ہٹا کر اس کی طرف دیکھا۔

"میں اچھی ہوں۔آپ کیسی ہیں ؟رات کیسی گزری ؟"

سمیرا نے دیکھا کہ وہ مضبوط بننے کی ناکام کوشش کر رہی ہے۔

"میں بھی ٹھیک ہوں۔"

اُس نے شرماتے ہوئے بتایا۔

"کیا دیا اسد بھائی نے آپ کو منہ دکھائی میں ؟"

سمیرا ہلکے گلابی جوڑے میں بہت کھل رہی تھی۔

"یہ۔"

سمیرا نے اپنے گلے میں موجود ہار کی طرف اشارہ کیا۔

"کتنا خوبصورت ہار ہے،ماشاءاللہ۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

سمیرا کے گلے میں موجود وہ چھوٹے بڑے ہیروں سے بنا ہار نور بانو نے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھا تھا۔ اس نے رخسار کو بہت خوبصورت اور قیمتی زیورات پہنتے دیکھا تھا، مگر اس طرح کا ہیروں والا ہار اس نے کبھی رخسار کے گلے میں بھی نہیں دیکھا۔

"شکریہ نور بانو۔"

سمیرا نے غور سے نور بانو کو دیکھا۔ وہاں اسے بس ویرانی نظر آئی تھی۔

"نور بانو، تمہارا تاجر آ گیا؟"

نور بانو نے ہڑبڑا کر دور دائیں طرف بیٹھے جبران کی طرف دیکھا۔ سمیرا نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔

"ان دونوں میں سے کون سا ہے؟"

سمیرا نے جبران اور یوسف کو اکٹھے بیٹھے دیکھا۔

"جس نے خاکی رنگ کا عمامہ باندھا ہے۔"

نور بانو نے دھیمی آواز میں جواب دیا۔ مہمانوں کی آمد اب دونوں طرف شروع تھی۔

Clubb of Quality Content

"تو یہ ہے وہ تاجر جس نے میری بہن کو پاگل کر دیا۔"

سمیرا نے نظریں پھر سے جھکاتے ہوئے بولا۔

"کاش میں پہلے ہی اُسے آپ سے ملوا دیتی۔"

نور بانو کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

"تم جاؤ، اب مہمانوں کے سامنے خوش نظر آؤ، ورنہ لوگ باتیں بنائیں گے۔"

"آپ کو اب بھی لوگوں کی پروا ہے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ دکھ سے اُس کا گھونگھٹ نیچے کرتے ہوئے بولی۔

اسی وقت اکبر اپنے شاہی عملے کے ساتھ حویلی آیا تھا۔ عمر اور اسد دونوں داخلی دروازے کے ساتھ ہی اندر کی طرف لوگوں کے استقبال کے لیے کھڑے تھے۔ اسد نے اُسے عزت کے ساتھ مہمانِ خصوصی سمجھ کر استقبال کیا، جبکہ عمر کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اُسے اکبر کو یہاں پا کر کس قدر حیرت ہوئی ہے۔

نور بانو سمیرا کو چھوڑ کر اسی طرف آئی جہاں اکبر عمر اور اسد کے ساتھ کھڑا تھا، اور اس کا ایک شاہی فرد دلہا دلہن کے لیے اکبر کی طرف سے لائے شاہی تحفے پیش کر رہا تھا۔

"السلام علیکم اکبر، آپ کے آنے کا بہت شکریہ۔"

نور بانو نے آگے بڑھتے ہوئے اکبر کا استقبال کیا اور ہر طرح سے خود پر قابو پاتے ہوئے اپنا لہجہ مضبوط رکھنے کی کوشش کی۔

عمر اکبر کو دیکھ کر بے حد حیران ہوا۔ دل ہی دل میں اُسے نور بانو پر بے انتہا غصہ آیا۔ اُسے حیرت بھی ہوئی تھی۔ اُسے مزید حیرت اس پہ ہوئی کہ نور بانو نے اکبر کو اُس کے نام سے پکارا تھا۔۔

"مطلب ان دونوں کے بیچ اتنی بے تکلفی ہے۔۔" اُس نے سوچا۔

"نور بانو اب اتنی آگے جا چکی ہے کہ بادشاہ کو شادیوں میں بلا رہی ہے اور... اور..."

وہ بغور نور بانو کو اکبر سے باتیں کرتا دیکھ کر سوچ رہا تھا۔

"اور یہ نور بانو؟ یہ اکبر سے اس قدر بے تکلف کیسے ہے؟ مجھے اس سب کی خبر کیسے نہ ہو سکی؟"

"اور اگر اکبر نے میرے خلاف نور بانو کو کچھ بتا دیا تو نور بانو تو چپ رہنے والوں میں سے نہیں ہے، وہ تو ہنگامہ کھڑا کر دے گی۔"

وہ سوچ جا رہا تھا۔

"اسد بھائی، آپ کو پتا ہے اکبر نے مجھے کتب خانہ کھولنے کے لیے جگہ فراہم کی ہے۔ اب بہت جلد ہم کتب خانے کی تعمیر کا کام شروع کر دیں گے۔"

نور بانو نے پُر اعتماد لہجے میں کہتے ہوئے جان بوجھ کر عمر کو نظرانداز کرتے ہوئے صرف اسد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تو جہاں عمر اکبر کے آنے پر سخت پریشان تھا، نور بانو کے اس نئے انکشاف پر اسے پہلے سے بھی زیادہ غصہ آیا۔

"یہ بہت بڑی خبر ہے نور بانو، تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا؟ جنابِ اکبر، نور بانو ہمارے خاندان کی وہ پہلی لڑکی ہو گی جس نے ایسا قدم اٹھایا۔ ہم سب کو اس پر بے حد فخر ہے۔"

اسد نے واقعی خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"غلط کہا آپ نے۔"

اکبر نے سنجیدگی سے کہا تو نور بانو سمیت اسد نے بھی حیرانی سے اکبر کی جانب دیکھا، اور عمر تو اکبر کے آنے کی وجہ سے ایسے شاک کے عالم میں جا چکا تھا جس سے فوراً نکلنا اس کے لیے ناممکن تھا۔

"نور بانو صرف آپ کے خاندان کی ہی نہیں بلکہ پورے ہندوستان کی پہلی وہ لڑکی ہو گی جو تعلیم کی فراہمی کے لیے اس طرح کا کوئی قدم اٹھائے گی۔"

اکبر نے بغور عمر کے چہرے کو جانچتے ہوئے کہا تو عمر نے پہلو بدلا۔ اکبر کو وہ انتہائی غیر آرام دہ محسوس ہوا۔ اُس کے چہرے پر موجود بے چینی اکبر سے چھپی نہ رہ سکی۔ دعوت نامے پر اکبر عمر کا نام پڑھ چکا تھا، اس لیے اُسے عمر کو یہاں پا کر زیادہ حیرت نہ ہوئی۔ اسے تجسس صرف اس بات کا تھا کہ عمر اور اسد نور بانو کے کیا لگتے ہیں؟

"ویسے آپ دونوں کا نور بانو سے کیا رشتہ ہے؟"

اکبر نے آخر کار پوچھ ہی لیا۔

"ہم دونوں نور بانو کے ماموں زاد ہیں، اور اب تو ماشاءاللہ سے عمر نور بانو کا منگیتر بھی ہے۔"

نور بانو کو اسد پر بہت غصہ آیا کہ یہ بتانا ضروری تھا کیا؟اُس کے چہرے پہ سایہ سا آیا۔

اکبر اسد کی بات سن کر بے حد حیران ہوا اور یوں ہی حیرانی سے اس نے نور بانو کی جانب دیکھا، جیسے نور بانو سے اس بات کی تصدیق چاہ رہا ہو۔نور بانو نے بے بسی سے سر کو اثبات میں ہلایا تو اکبر نے خاموش نگاہوں سے عمر کی جانب دیکھا، جیسے کچھ جانچنا چاہ رہا ہو۔

اور وہاں وہ زہریلی مسکراہٹ تھی۔

عمر کو یہاں غلط فہمی ہوئی۔اُسے لگا نور بانو اور اکبر ایک دوسرے کو چاہتے ہیں، جبکہ ایسا کم از کم نور بانو کی طرف سے نہیں تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

~~~~~~~~~~~~

"وارث کو بلاؤ، ابھی کے ابھی!"
~~~~~~~~~~~~

عمر اس وقت حویلی کے پچھلے حصے میں موجود اپنے ایک بندے کو بلانے کی بات کر رہا تھا۔ اکبر اپنے شاہی عملے سمیت وہاں بیٹھ چکا تھا۔ نور بانو واپس سمیرا کے پاس چلی گئی تھی جبکہ عمر بھاگ کر حویلی کے پچھلے حصے میں آیا تھا۔

"وارث کو تو تم نے بندرگاہ پر بھیجا تھا، اُسے اتنی جلدی واپس کیسے بلالوں؟ دو دن بعد سامان بھی تو نکالنا ہے اُس نے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ قلیم تھا، عمر کا خاص رازدار۔ وارث بھی عمر کے رازداروں میں سے ایک تھا۔ جس خفیہ کام کے لیے عمر خود نہیں جا سکتا تھا، اس کے لیے وہ ہمیشہ وارث کو بھیجتا تھا۔

اس بات کا اندازہ تو خود اسے بھی تھا کہ جتنے کاموں کے لیے اس نے وارث کو کہا تھا، اس کی واپسی کم از کم ایک ہفتے سے پہلے ممکن نہیں تھی۔

اور اس وقت عمر سخت گھبرایا ہوا تھا۔ اسے کسی بھی طرح اس اکبر کا منہ بند رکھنا تھا۔

نور بانو کو اس نے حاصل کر لیا تھا، وہ کسی بھی طرح کی کوئی رکاوٹ نہیں چاہتا تھا، اور اس وقت اکبر صاف رکاوٹ لگ رہا تھا۔ اکبر جن نظروں سے اُسے دیکھ رہا تھا اُسے خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہو رہی تھیں۔ اُسے جلد سے جلد کچھ کرنا تھا وہ سخت گھبرایا ہوا تھا۔ اُسے نور بانو پر حیرت تھی۔ وہ اپنی زندگی میں کہاں پہنچ چکی ہے، اور اُسے لگتا رہا کہ وہ محض شاہی کتب خانے جا کر اپنی نوکری کرتی رہی ہے، جبکہ بات اس سے کہیں آگے گزر چکی ہے۔ اُسے نور بانو اور اکبر پر شک نہیں بلکہ یقین تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر کچھ اور بھی ہے جس کے بارے میں وہ نہیں جانتا۔

"میں معلوم کر کے ہی رہوں گا، نور بانو! تم جانتی نہیں ہو کہ میں کون ہوں۔"

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔

"کیا کہا تم نے؟" قلیم نے اُس سے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔"

"تم نکلو یہاں سے۔" وہ گھبرائے ہوئے لہجے میں قلیم سے بولا۔

"کیا مطلب نکلوں؟ کہاں جاؤں؟" قلیم نے نہ سمجھتے ہوئے اُس سے پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"یہاں سے جاؤ... اور اپنی تلوار لو، اور اس اکبر کا صفایا کر دو تاکہ پورے شہر کی اس سے جان چھوٹے۔" عمر نے اُس کے قریب آتے ہوئے رازداری سے کہا۔ وہ ابھی بھی بہت گھبرایا ہوا تھا اور اسی طرح اُسے لگا کہ وہ صحیح نتیجے پر پہنچا ہے۔

"مالک! تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟ کیا کہہ رہے ہو؟" قلیم ایک غنڈہ تھا اور ایسے بدمعاشی والے کاموں میں ہمیشہ سے عمر کا ساتھی رہا تھا، مگر اب اُس کی حیرانی بجا تھی۔ وہ بادشاہ کے قتل کا حکم دے رہا تھا، نہ کہ کسی عام انسان کا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"میں صحیح کہہ رہا ہوں۔ اکبر جب تک زندہ ہے، میرے لیے خطرہ ہے۔ اس لیے اُسے قتل کر دو، اور یہ آج ہی کرنا۔ جب وہ یہاں سے نکلے تو اُس کا پیچھا کرنا، دیکھنا وہ کہاں جاتا ہے۔ اگر محل جاتا ہے تو کسی طرح محل میں جا کر اُسے مار دو۔"

عمر جیسے بغیر سوچے سمجھے بولے جا رہا تھا۔

"کہیں اور تو ٹھیک ہے، مالک! یہ اُس کا محل ہے۔ میں محل میں جا کر اُسے ماروں گا تو پھر میں کہاں جا کر چھپوں گا؟ تمہیں اُس کا صفایا کروانا ہے؟ بس مجھ پر چھوڑ دو کہ کہاں کرنا ہے اور کیسے کرنا ہے، یہ میرا کام ہے۔"

اُسے سمجھا بجھا کر عمر رخصت ہوا، اور پھر حویلی کے اُس حصے میں آ گیا جہاں شادی کی تقریب ہو رہی تھی۔ وہ اکبر، عمر اور اسد کو چھوڑ کر وہاں سے پھر سے سمیرا کی طرف آنے لگی۔ مردوں کی طرف رکھی کرسیوں پر نگاہ ڈالی تو جبران کو اپنی طرف دیکھتا پایا۔ دونوں کی نظریں بے اختیار جا ملیں اور صرف چند لمحے ہی نور بانو نے اُس مہربان شخص کی آنکھوں میں دیکھا، مگر اس بار جو احساس اُسے ہوا تھا، وہ نا قابلِ بیان تھا۔ وہ درد، وہ تکلیف...

"یا اللہ! کبھی بھی دو محبت کرنے والوں کو ایک دوسرے سے جُدا نہ کرنا۔"

اُس نے بے اختیار دعا کی اور مڑ کر سمیرا تک آئی، پھر خاموشی کے ساتھ اُس کے پاس بیٹھ گئی۔

"نور بانو، یہ تم ہو؟"

سمیرا گھونگھٹ میں چھپی ہوئی تھی۔اُس نے اپنے ساتھ کسی کے بیٹھنے کی آہٹ محسوس کر کے پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جی۔کچھ چاہیے تو نہیں تمہیں؟ پانی لا دوں؟"

نور بانو کو لگا شاید اُسے کسی چیز کی ضرورت ہو۔

"نہیں، مجھے ابھی نگینہ پانی لا کر دے گئی تھی۔تم نے مل لیا اُس سے؟"

سمیرا کے سوال پر اُس کی نظریں بے اختیار مردوں کی طرف اٹھ گئیں۔ جبران اور یوسف آگے آکر اکبر سے مل رہے تھے۔ اکبر نے شاید اُنہیں اپنے ساتھ بیٹھنے کا کہا تھا۔

"ابھی نہیں..."

نور بانو اور بھی کچھ کہتی مگر ایک خاتون آکر سمیرا سے ملنے لگیں، سو وہ خاموش ہو گئی۔ اُسی وقت رخسار وہاں پہنچی تھی۔

نور بانو نے جیسے ہی اُسے دیکھا، فوراً وہاں سے اٹھ کر اُس کے استقبال کے لیے آگے بڑھی۔

رخسار گہرے سبز رنگ کی انتہائی خوبصورت میکسی میں ملبوس تھی۔اُس کے گلے میں زمرد کے نگینوں سے جڑاہوا ایک نفیس ہار تھا۔ادھ کھلے بالوں میں اپنا تین ہیروں والا تاج پہنے آج وہ واقعی ہندوستان کی شہزادی لگ رہی تھی۔دور بیٹھے یوسف کی نگاہیں بے اختیار اُس کی طرف اٹھ گئی۔

رخسار کے پیچھے ہی اُس کی کنیزیں اور خادم تھے، جن کے ہاتھوں میں پھلوں کی بڑی بڑی ٹوکریاں اور قیمتی تحائف تھے۔مہرالنساء خاتون پہلے ہی وہاں موجود تھیں۔

Clubb of Quality Content!

"تمہارے آنے کا شکریہ، رخسار۔"

نور بانو نے آگے بڑھ کر کہا تو رخسار نے جواباً چہرے پر مسکراہٹ سجالی۔مہرالنساء خاتون نے اچنبھے سے نور بانو کو دیکھا۔

رخسار کی کنیزوں اور خادموں نے تمام تحائف اور میوؤں کی ٹوکریاں لا کر عورتوں کی طرف ایک جانب رکھ دیں۔

"اس سب کی کیا ضرورت تھی، بیٹا؟ آپ کا آنا ہی ہمارے لیے کسی تحفے سے کم نہ تھا۔"

مہر النساء خاتون نے رخسار سے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"یہ میری اماں ہیں۔"

نور بانو نے رخسار سے مہر النساء خاتون کا تعارف کروایا۔

"آپ سے مل کر بہت اچھا لگا۔"

رخسار نے احتراماً سے کہا۔

پھر نور بانو اُسے لے کر عورتوں کی طرف آگئی اور جہاں خصوصی مہمانوں کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا، رخسار کو وہاں بٹھا دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مہر النساء خاتون نے اُسے ہاتھ کے اشارے سے بلایا تو نور بانو اُن کے پاس چلی گئی۔

"یہ کس طرح بات کر رہی تھی تم شہزادی سے؟"

نور بانو کے قریب آتے ہی مہر النساء خاتون نے آہستگی سے پوچھا۔

"اماں، وہ میری سہیلی کی طرح ہیں۔"

نور بانو نے مسکرا کر جواب دیا۔

اُسی وقت عمر بھی وہاں آگیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں ذرا مہمانوں کو دیکھ آؤں۔"

مہر النساء خاتون نے عمر کو آتا دیکھ کر کہا اور وہاں سے چلی گئیں۔

"کیسی ہو تم؟"

عمر نے اُن کے جاتے ہی پوچھا۔

"ٹھیک ہوں۔"

نور بانو نے مختصر جواب دیا، مگر پھر خود پر کسی کی نگاہوں کا ارتکاز محسوس کرتے ہوئے اِدھر اُدھر دیکھا تو جبران کو اپنی طرف دیکھتا پایا۔ دل میں ایک درد سا اٹھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ابھی زیادہ خود کو مت تھکانا، کل بھی تم بے ہوش ہو گئی تھی۔"

عمر نے فکر مندی سے کہا تو نور بانو نے جبران سے نظریں ہٹا کر عمر کی طرف دیکھا۔

"تمہیں اس سے مطلب؟ میں خود کو زیادہ تھکاؤں یا آرام کرتی رہوں، تمہیں اس سے کوئی غرض نہیں ہونا چاہیے۔"

اچانک نہ جانے اُسے کیا ہوا، جواب تک بہت لحاظ کرتی پھر رہی تھی، ایک دم عمر پر برس پڑی۔

"اب تو تھوڑی سی تمیز کر لو۔ تمہارا ہونے والا شوہر ہوں... منگیتر ہوں تمہارا۔"

وہ نہ جانے کس انداز میں بولا۔

"اپنی حد مت بھولو، عمر۔ میں تم سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی، اور زبردستی آج تک کوئی دلہن نہیں بنی۔"

وہ عمر کا اپنی طرف بڑھتا ہوا ہاتھ پیچھے ہٹاتے ہوئے بولی تھی۔

"دلہن تو تم میری بنو گی۔اور ہاں ایک اور بات، کتب خانہ کھولنے کا خیال اپنے ذہن سے نکال لو۔۔میرے ہوتے ہوئے تو یہ ناممکن ہے" وہ سرخ ہوتی آنکھوں سے بولا۔اور اب کی بار اُس کے کاٹ دار لہجے میں بہت کچھ تھا۔

نور بانو بس اُسے دیکھتی رہ گئی۔اس وقت وہ بے بس تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عین اُسی وقت نگینہ پانی کا گلاس ہاتھ میں پکڑے جبران کے قریب آئی۔

"آپ سے اکیلے میں کچھ بات کرنی ہے۔کیا آپ میری بات سن سکتے ہیں؟"

جبران اس وقت تک یہ محسوس کر چکا تھا کہ نور بانو کے ساتھ کوئی مسئلہ ہے۔ وہ اُسے ٹھیک نہیں لگی تھی۔ کچھ تو تھا جو درست نہیں تھا۔ وہ انہی سوچوں میں گم تھا کہ نگینہ کی آواز پر چونک کر اُس کی طرف دیکھنے لگا۔

"میں نور بانو کی سہیلی ہوں۔ آپ حویلی کے پچھلے حصے میں آجائیں۔"

وہ جلدی جلدی کہتی ہوئی پانی کا گلاس جبران کو تھما کر واپس عورتوں کی طرف چلی گئی۔

Clubb of Quality Content

"تم سے تو میں زبردستی نکاح بھی کر لوں گا اور تم کچھ نہیں کر پاؤ گی۔ تم ایک لڑکی ہو، یہ مت بھولو۔ تمہیں لگتا ہے شہزادی کے ساتھ غیر ملکی دورے سے ہو آئی ہو تو بہت بڑی چیز بن گئی ہو؟ نور بانو، تم ایک بے بس سی، لاچار سی لڑکی ہو۔ تم جو بھی کر لو، مجھ سے اپنا پیچھا نہیں چھڑا سکتی۔"

وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بول رہا تھا اور وہ واقعی بے بسی سے اُس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"مجھے لگا تھا تم بدل چکے ہو... مگر میں غلط تھی۔"

نور بانو کے لہجے سے افسوس صاف جھلک رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عین اُسی وقت شہزادی رخسار، عمر اور نور بانو کو اکٹھے دیکھتے ہوئے یہی سوچ رہی تھی کہ عمر یہاں کتنا شریف بنا پھر رہا ہے...

وہ عمر کے خلاف ثبوت چاہتے ہوئے بھی نور بانو کو نہیں دے سکتی تھی۔

~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~

جبران نگینہ کے بلانے پر حویلی کے پچھلے حصے میں آگیا۔وہاں خاصی خاموشی تھی۔لوگ بھی نہ ہونے کے برابر تھے۔کوئی ایک آدھ خادم کبھی ٹرے اٹھائے اِدھر سے اُدھر گزرتا اور بس۔

نگینہ حویلی کے برآمدے میں ایک بڑے سے ستون کے پیچھے کھڑی اُس کا انتظار کر رہی تھی۔جبران اُسے دیکھ کر اُسی طرف بڑھا۔اس برآمدے میں بہت سے کمروں کے دروازے قطار در قطار کھلتے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"خیریت ؟آپ نے مجھے یہاں کیوں بلایا؟"

جبران نے آتے ہی پوچھا۔

"وہ... مجھے آپ تک سمیرا باجی کا پیغام پہنچانا تھا۔ سمیرا باجی نے کہا ہے کہ آپ کو بتادوں کہ کل نور بانو کی منگنی اُس کے ماموں زاد عمر سے، نہ چاہتے ہوئے بھی، ہو چکی ہے۔"

جبران کے ماتھے پر شکنیں ابھریں۔ کانوں پر جیسے شبہ سا ہوا، گویا سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہو۔

"میں سمجھا نہیں؟"

اُس نے اپنے اعصاب پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔

"نور بانو کی منگنی عمر کے ساتھ ہو چکی ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

یہ کیسے الفاظ تھے؟ عام سے فارسی کے الفاظ، مگر وہ اُن کا مطلب سمجھ نہ سکا۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟"

اُس نے خود کو کہتے ہوئے سنا۔

عین اُسی وقت سامنے والے کمرے میں کسی چیز کے گرنے کی آواز آئی۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میرا کام پیغام پہنچانا تھا۔ اب میں چلتی ہوں، کسی نے دیکھ لیا تو ہنگامہ ہو جائے گا۔"

Clubb of Quality Content

نگینہ یہ کہہ کر رکی نہیں۔ وہ فوراً وہاں سے چلی گئی اور جبران کو یوں محسوس ہوا جیسے ساری دنیا بے معنی ہو گئی ہو۔

"نور بانو... تم نے یہ کیا کیا؟"

نگینہ کے جانے کے بعد اُس کے منہ سے یہ الفاظ ادا ہوئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اندر کمرے میں کوئی آواز آئی تھی، پھر یوں لگا جیسے دو لوگ آہستہ آواز میں بات کر رہے ہوں۔ خاموشی کے باعث جبران کو آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔

"مالک نے مجھے بادشاہ کو قتل کرنے کا کہا ہے، وہ بھی آج۔"

وہ شاید اس آواز پر ذرا بھی توجہ نہ دیتا، مگر یہ جملہ اُسے بالکل واضح سنائی دیا تھا۔

اندر بیٹھے دو افراد اکبر کے قتل کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ جبران کے قدم یکایک رک گئے۔ نور بانو کی منگنی کی خبر کے صدمے میں ڈوبا ہوا اُس کا ذہن اس ایک جملے پر جا ٹھہرا تھا۔

"بادشاہ کو قتل کرنے کا کہا ہے..."

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

یہ الفاظ اُس کے کانوں میں گونجنے لگے۔

چند لمحے وہ وہیں ساکت کھڑا رہا۔ پھر اُس کی نظریں بے اختیار اُس بند دروازے کی طرف اٹھیں جس کے پیچھے سے سرگوشیوں کی مدھم آوازیں آ رہی تھیں۔

~~~~~~~~~~

"ہماری حویلی میں خوش آمدید۔" عمر عورتوں کی طرف آکر شہزادی رخسار کے سامنے سر جھکا کر بولا۔

"شکریہ تمہارا۔" رخسار نے اس کا شکریہ ادا کیا اور ایک ادا سے سر پہ پہنا اپنا تین ہیروں والا تاج درست کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ ہماری مہمان ہیں۔ کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتا سکتی ہیں۔" عمر نے ادب سے کہنے کا جیسے ناٹک کیا۔
~~~~~~~~~~

"میں تمہاری نہیں، نور بانو کی مہمان ہوں، اس لیے کسی چیز کی ضرورت ہو گی تو اُسے بتادوں گی۔"اُس نے اسی ادا سے جواب بھی دیا تو جہاں عمر کو نور بانو پہ مزید غصہ آیا، وہیں پہ یوسف جو اس طرف آرہا تھا، رخسار کی اس ادا پہ مزید اُس پہ فدا ہوا۔

"نور بانو سے کہیے یا ہم سے، ایک ہی بات ہے۔ آخر کو وہ ہماری ہونے والی شریکِ حیات ہے۔"عمر نے اسی طرح اپنا غصہ ضبط کر کے جیسے رخسار سمیت یوسف کو بھی حیران کیا۔

"نور بانو؟"رخسار نے حیرت چھپانے کی بھی کوشش نہ کی اور حیران ہوتے ہوئے سوالیہ انداز میں پوچھا۔یوسف نے اس انجان شخص کے چہرے کو بغور دیکھا جو نور بانو کو اپنی ہونے والی بیوی کہہ رہا تھا۔

عمر نے اثبات میں سر ہلا کر تصدیق کی۔رخسار خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔اُس نے کچھ بہت عجیب سن لیا تھا۔

یوسف نے وہیں سے مڑ کر جبران کے تعاقب میں دیکھا۔ اسے وہ اکبر سے باتوں میں مصروف دکھائی دیا۔ اس کا چہرہ کسی بھی جزبے سے آری تھا۔

"یہ بات جبران کو معلوم ہے کیا؟" اس نے دل میں سوچا۔

عمر کو کسی نے آواز دے کر بلایا تھا، شاید کھانا لگنے والا تھا۔ وہ وہاں چلا گیا۔ رخسار نے یوسف کی موجودگی محسوس کر لی تھی۔ یوسف کے چہرے پہ حیرت تھی اور پریشانی بھی۔ ان دونوں کے لیے ہی نور بانو کی منگنی کی خبر حیران کن تھی۔ یوسف جبران کے لیے فکر مند ہوا تھا، جب کہ رخسار کے لیے یہ بات ہی عجیب تھی۔۔ اُسے کبھی بھی جبران کے حوالے سے نور بانو سے جلن محسوس نہیں ہوئی تھی۔ ابھی بھی اُسے حیرت کے ساتھ ساتھ فکر بھی ہوئی۔

"نور بانو اگر جبران سے شادی نہیں کر رہی تھی تو عمر ہی کیوں؟" رخسار نے سوچا۔

کہنے کو تو رخسار کو خوش ہونا چاہیے تھا۔ جبران کو اس کی محبت نہ ملے، تب ہی تو رخسار کو اس کی محبت مل سکتی تھی، مگر اب دیر ہو چکی تھی۔ رخسار بہت کچھ سے گزر چکی تھی۔ وہ اب محبت کو محبت نہیں، ایک لاعلاج مرض سمجھتی تھی، ایک ایسا لاعلاج مرض جو انسان کو اندر سے کھوکھلا کر دے، اور رخسار اس لاعلاج مرض سے ٹھیک ہو کر دوبارہ خود کو مریض نہیں بنانا چاہتی تھی۔

"جبکہ اسے عمر کی اصلیت بھی میں بتا چکی تھی۔"

اسے نور بانو پہ حیرت ہوئی تھی۔ رخسار نہیں جانتی تھی کہ وہ اُس دور کی پڑھی لکھی لڑکی تھی، مگر پھر بھی اُسے اپنا شریکِ حیات چننے کی آزادی نہ تھی۔ آزادی؟ اُس سے تو پوچھا تک نہ گیا تھا۔

"بیٹھ کیوں نہیں رہے ؟"رخسار نے یوسف کو کب سے ایک ہی طرح سے کھڑے دیکھ کر آخر کار اُس سے کہا۔یوسف بھی جیسے ہوش میں آیا۔

"اوہ! میں بیٹھ ہی رہا تھا۔میں نے سوچا اجازت لے لوں پہلے آپ سے۔ایسے تھوڑی نہ بیٹھ سکتا تھا،وہ بھی آپ کے بازو میں۔آج تو بالکل ہی شہزادی لگ رہی ہیں آپ۔"یوسف جب بولنا شروع ہوا تو بولتا ہی گیا اور بولتے بولتے اس کے ساتھ ہی صوفے پہ بیٹھ گیا۔

ناولز کلب
Clubb for Quality Content

"لگ رہی ہوں ؟"اُس نے ایک ابرو اٹھا کر یوسف سے پوچھا۔

"جی...میرا مطلب ہے،آپ تو ہیں ہی۔ہندوستان کی بھی،اور دلوں...دلوں کی... بھی۔"

رخسار نے اُس کے ہڑبڑا کر اور رک رک کر جواب دینے پہ اپنی ہنسی دبائی۔

"دلوں کی بھی ہوں؟ اچھا..."رخسار نے سامنے دیکھتے ہوئے اُس سے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"جی..."یوسف نے بمشکل کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم تو غائب ہی ہو گئے۔ کچھ زیادہ ہی تھک گئے تھے کیا سفر کر کے؟"یوسف کو رخسار سے اس سوال کی توقع ہی نہیں تھی۔

"میں آیا تھا آپ کے محل۔ آپ نہیں ملیں۔"

"چلو ایک دفعہ پھر آنا۔اس دفعہ ملوں گی۔" اس نے مُسکرا کر کہا۔

یوسف کو ایک دم ہی یہ دنیا بہت حسین لگنے لگی، اور پھر اگلے ہی لمحے نور بانو پہ نظر پڑنے پہ اُسے افسوس اور دکھ، اور نہ جانے کیا کیا ہوا۔اُس نے سوچا جلد سے جلد جبران سے بات کرے گا۔

~~~~~~~~~~

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھ سے ملے بغیر ہی واپس چلا گیا۔" مشعلوں کی روشنی میں حویلی کا یہ صحن بہت خوبصورت نظر آرہا تھا۔ ٹھنڈی ہوا کے چلنے کے باوجود نور بانو کو لگا گرمی سے اُس کا سانس بند ہو رہا ہو۔ وہ حویلی کے برآمدے میں بیٹھی سوچ رہی تھی۔ مہمان اب تقریباً نہ ہونے کے برابر تھے۔ کچھ ہی دیر میں اسد سمیرا کو اس حویلی سے دوسری حویلی لے کر جانے والا تھا، پھر وہ، مہرالنساء خاتون، پھوپو وغیرہ اور مراد بھی وہاں سے گھر آجاتے۔
~~~~~~~~~~

"میری غلطی ہے، مجھے ملنا چاہیے تھا اُس سے۔" اس نے دکھ سے سوچا۔

"لیکن میں کیسے ملتی... سمیرا باجی ٹھیک کہتی ہیں، پھر لوگ باتیں کرتے۔"

"اور یہ مجھے لوگوں کی باتوں کی فکر کب سے ہونے لگی؟" وہ خود سے سوال پہ سوال کر رہی تھی جب نگینہ اس کے پاس آئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"چلو، اب مہرالنساء خالہ کہہ رہی ہیں کہ تمہیں بلا لاؤں، ہم بھی گھر جا رہے ہیں۔" نگینہ کی آواز پر وہ جیسے خیالوں کی دنیا سے واپس آئی تھی۔

"تمہارے اکبر کا تو صفایا ہو جائے گا... بیچاری نور بانو، پھر میں دیکھتا ہوں تم کتب خانہ کیسے کھولو گی۔۔۔"

دور سے ہی عمر نے اس کو خیالوں کی دنیا میں دیکھ کر ٹھنڈی سانس لی تھی!

کچھ ہی دیر میں وہ لوگ گھر پہنچ گئے۔

تب گہری رات ہو رہی تھی۔ آسمان پر ستاروں کی چمک پہلے سے زیادہ نمایاں محسوس ہو رہی تھی۔

نور بانو ولیمے سے گھر واپس آتے ہی چھت پر چلی گئی اور چارپائی پر لیٹ گئی۔ وہ ستاروں کو تکتے تکتے خاموش آنسو بہاتی رہی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

~~~~~~~~~~

اگلی صبح نور بانو سب کے لیے چائے بنا رہی تھی۔

"میں پوری زندگی ایک ان چاہے شخص کے ساتھ کیسے گزار دوں؟ میرے اندر اتنا صبر نہیں ہے۔" نور بانو کی آنکھوں سے آنسو بہتے گئے۔
~~~~~~~~~~

"ابھی تو میں نے سب کو خوشخبری سنانی تھی... میں کتنی خوش تھی کتب خانہ کھولنے کے لیے۔"

وہ فجر پڑھ کر سیدھی باورچی خانے میں آگئی تھی۔اور چائے بناتے ہوئے اپنی بے بسی پہ روتی رہی۔کچھ ہی دیر میں ان سب بے سمیرا سے ملنے جانا تھا۔

اس روز کی صبح سمیرا کے لیے انتہائی خوشگوار تھی۔اس وقت وہ اپنے عالی شان کمرے میں موجود تھی۔یہ حویلی سرخ اینٹوں سے تعمیر کی گئی تھی،اس میں موجود کھلے برآمدے اور وسیع وعریض صحن اس حویلی کے مضبوط ہونے کی گواہی دیتے تھے۔یہ وہ حویلی تھی جو سمیرا کے ماموں نے خاص طور پر اپنے رہنے کے لیے تعمیر کروائی تھی۔

سمیرا گیلے بالوں کو تولیے سے خشک کر رہی تھی جب اسد اندر کمرے میں آیا۔وہ فجر پڑھ کر کچھ دیر کے لیے لان میں چہل قدمی کے لیے گیا تھا اور اس کے ہاتھ میں سرخ گلاب کا پھول

تھا،اس کے اندر آتے ہی اس کی سمیرا سے نظریں ملیں تو سمیرا شرم سے بے اختیار اپنی نظریں جھکا گئی۔وہ اس لمحے سے محظوظ ہوتا اس کے قریب آیا، سمیرا نے اب مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔

"یہ تمہارے لیے۔"اسد نے مخصوص سی مسکراہٹ چہرے پہ سجاتے ہوئے پھول اس کی طرف بڑھایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سمیرا نے تولیہ پلنگ پہ رکھ کر پھول تھاما۔

"اب اتنا ہی شرماتی رہو گی یا ناشتہ بھی کرواؤ گی؟"

"ابھی جاتی ہوں۔"اس نے شرماتے شرماتے کہا۔

"اور ہاں، خود کسی چیز کو ہاتھ نہ لگانا، تم ابھی دلہن ہو... خانساماہیں، انہیں کہہ دو ناشتہ لگا دیں۔"

وہ جب کمرے سے نکلنے لگی تھی تو اسد نے پیچھے سے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔" سمیرا کو لگا تھا وہ دنیا کی خوش قسمت لڑکی ہے۔

اس کا کمرہ باورچی خانے سے ذرا فاصلے پہ تھا۔ بیچ میں عمر کا کمرہ آتا تھا، اس کے بعد بھی ایک لمبی سی راہداری آتی تھی جس سے گزرنے کے بعد جا کر باورچی خانہ آتا تھا۔ ابھی وہ وہاں سے گزر ہی رہی تھی کہ اسے عمر کی غصیلی آواز آئی۔ اس کے قدم وہیں زنجیر ہو گئے، اس کے لیے عمر کا یہ روپ بالکل نیا تھا۔

"یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو؟ میں نے کل ہی اس بے وقوف انسان کو اکبر کا صفایا کرنے بھیجا تھا اور تم کہہ رہے ہو بادشاہ نے کل چھٹی کا اعلان کیا ہے؟"

سمیرا کو ایک دم بے حد خوف محسوس ہوا۔

"یہ عمر کیسی باتیں کر رہا ہے؟" اس نے گھبراتے ہوئے خود سے پوچھا۔

"مالک، ہمیں نہیں معلوم، لیکن قلیم ظفر کو بھی ساتھ لے کر گیا تھا، وہ دونوں کل رات سے غائب ہیں۔"

سمیرا کو اب کسی اور کی گھبرائی ہوئی آواز آئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جاؤ یہاں سے، اور اس بے وقوف انسان کو میرے سامنے لاؤ، اس سے کام نہ ہو سکا تو ہمیشہ کی طرح کہیں چھپ کر بیٹھا ہو گا۔"

اس سے پہلے کہ عمر کے کمرے کا دروازہ کھلتا اور وہ آدمی باہر آتا، سمیرا تیزی سے پلٹی اور تقریباً بھاگتی ہوئی باورچی خانے کی طرف چلی گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اُس کے قدم تیز تھے، مگر دل اُس سے بھی زیادہ تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

کیونکہ وہ جان چکی تھی کہ اُس نے ابھی ابھی ایک ایسا راز سن لیا ہے جو کئی زندگیاں بدل سکتا تھا۔

~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~

"کچھ کھا کیوں نہیں رہی تم؟" وہ تینوں قیمتی لکڑی سے بنے اس ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ کر ناشتا کر رہے تھے، جب اسد نے اُس سے پوچھا تو وہ گھبرا گئی۔ عمر نے بھی سمیرا کے چہرے کو دیکھا اور پھر سر جھٹک دیا، اس کے دماغ میں اور بہت کچھ چل رہا تھا۔

اس وقت اسد کے دماغ میں بھی بہت سارے سوالات اُٹھ رہے تھے۔ جب سے اُس نے اس بند کمرے میں سونے سے بھرے صندوق دیکھے تھے وہ بس عمر سے بات کرنے کا موقع دیکھ رہا تھا۔۔

"میں... کھا تو رہی ہوں۔" اس کے ماتھے پر آیا پسینہ اسد سے نہ چھپ سکا۔

"یہ لو پراٹھا کھالو، چائے نہ پیو... میں تمہارے لیے دودھ کا گلاس منگواتا ہوں۔" اس نے پراٹھا اس کی پلیٹ میں رکھا۔ سمیرا نے نہ چاہتے ہوئے بھی ایک نوالہ لیا، لیکن جب وہ چبانے لگی تو اسے لگا یہ نوالہ اس کے حلق میں پھنس جائے گا۔

"کیا میں اسد کو عمر کا بتاؤں؟" اس نے سوچا۔

"نور بانو نے ٹھیک کہا تھا، عمر غلط کاموں میں ملوث رہا ہو۔" سمیرا کو اچانک ہی عمر سے بے حد خوف محسوس ہوا۔ وہ عجیب نظروں سے اُسے گھورنے لگی۔

Clubb of Quality Content

اسد نے ایک خادم کو آواز دی تو وہ فوراً آ گیا۔

"جی صاحب جی۔"

وہ لوگ کھلے برآمدے میں بیٹھ کر ناشتا کر رہے تھے، جس کے سامنے ہری بھری گھاس تھی۔ اس لان کے ساتھ ہی پتھریلا راستہ بنایا گیا تھا جو سیدھا حویلی کے گیٹ تک جاتا تھا۔

"ایک گلاس دودھ لاؤ۔"

عمر نے خود پہ سمیرا کی نظریں محسوس کر کے اُس کی طرف دیکھا تو سمیرا کو اس نے کچھ عجیب طرح سے خود کی طرف دیکھتے پایا۔ کچھ بہت ہی عجیب تھا ان نظروں میں, عمر کے دیکھنے پہ بھی وہ اُسی طرح سے اُسے گھورتی رہی۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"عمر کتنا ظالم ہے۔ یااللہ ہمارے بادشاہ سلامت کی حفاظت کرنا۔" اس نے دل سے اکبر کی حفاظت کی دعا کی تھی... مگر شاید اب دیر ہو چکی تھی۔

دروازہ کھلا اور حویلی کا چوکیدار بھاگ کر اندر داخل ہوا۔ سب ہی لوگ اُس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"بڑے صاحب جی... چھوٹے صاحب جی!" وہ حواس باختہ عمر اور اسد کو بلا رہا تھا۔ سمیرا، جو دوسرے خادم سے دودھ کا گلاس تھام رہی تھی، ٹھہر کر اس چوکیدار کو دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا ہے؟ ایسے بھوکلائے ہوئے کیوں ہو؟" اسد نے اس سے پوچھا، عمر بھی ماتھے پہ تیور رکھے اُسے دیکھ رہا تھا۔

Clubb of Quality Content

"وہ... وہ... بادشاہ کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔"

"یااللہ!" سمیرا کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

اسد اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور عمر نے سکون کا سانس لیا۔ سمیرا نے عمر کو دیکھا، اس کے چہرے پر موجود خوشی کے آثار، جنہیں چھپانے میں وہ ناکام رہا۔ سمیرا سے کچھ بھی چھپ نہ سکا۔

"یہ تو غضب ہو گیا۔" اسد نے عمر سے کہا۔

"تم ناشتہ کرو، چلو عمر، اب بہت جلد شہر کے حالات خراب ہو جائیں گے۔" اسد نے عمر سے کہا۔

"یوں ایسے حالات میں پھر کہاں نکلنا ہے؟" عمر نے بیزار سے انداز میں اس سے سوال کیا۔

ٹھیک اسی وقت مہر النساء خاتون، نور بانو، پھوپو اور خدیجہ اور جویریہ آ گئیں۔

"اماں، آپ لوگ!" سمیرا نے انہیں دیکھتے ہی کہا۔

عمر اور اسد نے بھی انہیں دیکھا۔

"تم جاؤ، حویلی کی حفاظت کرو۔" اسد نے چوکیدار کو واپس بھیجا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سلام پھوپو، آپ لوگوں کو راستے میں کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی؟" اسد نے پھر نرم لہجے سے مہر النساء خاتون سے پوچھا۔

نور بانو اور جویریہ کے ہاتھوں میں پھلوں کی بڑی بڑی ٹوکریاں تھیں جوان دونوں نے برامدے میں ہی شیلف کی طرح بنی جگہ پر رکھ دیں۔

"نہیں بیٹا، بس جگہ جگہ رش بہت تھا، معلوم نہیں کیا ہوا ہے۔" مہر النساء خاتون نے اس کی بات کا جواب دیا۔

عمر مسکرایا اور ایک نظر نور بانو کو دیکھا۔ نور بانو نے ہلکے گلابی رنگ کا انگرکھا پہنا تھا جس کا گھیر بہت زیادہ تھا، جبکہ چہرہ کسی بھی سجاوٹ سے پاک تھا۔ اس کے چہرے سے جیسے افسردگی کا اظہار ہو رہا تھا، آنکھوں کے گرد پپوٹے سوجے ہوئے تھے اور ہلکے سے بنے تھے۔ سمیرا نے اپنی بہن کو دیکھا، اُسے اس کے لیے بہت افسوس ہوا۔

"بس بہت افسوسناک واقعہ پیش آیا ہے... کسی نے بادشاہ کا قتل کر دیا ہے۔"

نور بانو کو جیسے اپنے کانوں پر شک سا ہوا۔

"کیا کہا آپ نے؟" نور بانو نے آتے ہوئے اسد سے پوچھا۔

"اِنا اللہ و اِنا اِلیہ راجعون، ابھی کل ہی تو وہ ولیمے میں بھی آئے تھے... استغفر اللہ... اللہ رحم کرے، یہ کیا ہو گیا ہے شہر کے حالات کو۔" مہر النساء خاتون کو بے حد افسوس ہوا۔

"ابھی خبر آئی ہے کہ بادشاہ کا قتل ہو گیا ہے... شکر ہے آپ لوگ خیریت سے پہنچ گئے، ورنہ شہر کے حالات خراب ہو جاتے تو آپ لوگوں کو نقصان ہو جاتا۔"

نور بانو کسی صدمے میں جا چکی تھی۔

"پھوپو، آپ لوگ بیٹھیں... آؤ نور بانو، بیٹھ جاؤ، آپ لوگ ابھی تو آئے ہیں۔"اسد نے ان سب کو بیٹھنے کا کہا۔

مہر النساء خاتون سمیت سب ڈائننگ ٹیبل کی خالی کرسیوں پر بیٹھ گئے، جبکہ نور بانو اسی طرح صدمے میں کھڑی رہی۔ عمر اس سارے منظر میں خاموشی سے سب کو دیکھتا رہا اور اپنا پراٹھا کھاتا رہا، جیسے اُسے کسی چیز کی پروا نہ ہو۔ ساتھ ساتھ وہ نظر اٹھا کر نور بانو کو دیکھتا۔

"اکبر! یہ کس نے کیا تمہارے ساتھ... یہ کون تھا اتنا ظالم؟"وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔ ابھی یہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اکبر کے قتل کا منصوبہ عمر نے بنایا ہو گا۔ اسے ایک دم سے خیال آیا کہ اُسے محل جانا چاہیے۔ وہ وہاں سے جانے کے لیے مڑی۔

"کہاں جا رہی ہو نور بانو؟"سب سے پہلے اُسے جاتے ہوئے دیکھنے والا بھی عمر ہی تھا۔

عمر کے سوال پر سب نے نور بانو کو دیکھا۔

"نور بانو، آؤ تم بھی بیٹھ جاؤ۔" اسد نے عمر کے سوال کرنے کے بعد کہا۔

"میں محل جا رہی ہوں۔" وہ اُسی طرح صدمے میں گھری بولی تو عمر اپنی کرسی سے اٹھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"واپس آؤ، کہیں نہیں جاؤ گی تم۔" عمر نے سختی سے کہا تو اسد نے اسے بازو سے پکڑا۔

"نور بانو... شہر کے حالات خراب ہونے والے ہیں، ایسے میں تمہارا محل کے لیے نکلنا کچھ مناسب نہیں ہے، آ جاؤ یہاں بیٹھو۔" اسد نے آگے بڑھتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

"کتنا فرق ہے ان دونوں بھائیوں میں۔" سمیرا نے اسد کا یہ نرم لہجہ دیکھ کر سوچا۔

"اور اس عمر کو دیکھو، کتنا معصوم بنا پھر رہا ہے۔"

"بانو، اِدھر آؤ، اتنا بڑا واقعہ ہوا ہے... ان حالات میں تمہارا محل جانا مناسب نہیں۔ تم نے تو سوچنا سمجھنا ہی چھوڑ دیا ہے۔" مہرالنساء خاتون نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

وہ مرے ہوئے قدموں سے ڈائننگ ٹیبل تک آئی۔ اُس کے ہونٹ سفید پڑتے گئے۔ سمیرا نے اٹھ کر گلاس میں پانی بھر کر اپنی بہن کو پلایا۔

Clubb of Quality Content

ابھی اس نے پانی پیا ہی تھا کہ ایک شور سا پیدا ہوا اور دھڑا دھڑ شاہی سپاہی حویلی میں داخل ہوتے گئے۔ سب نے حیرانی سے اِدھر اُدھر دیکھا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ ان کے لباس سے معلوم تو ہو گیا تھا کہ یہ شاہی سپاہی ہیں۔

اسد اور عمران سب کو وہیں برآمدے میں چھوڑ کر آگے صحن میں آئے۔

اور اس کے کچھ ہی دیر بعد ایک بگھی اندر داخل ہوئی۔ نور بانو نے بگھی میں کھڑے شخص کو غور سے دیکھنا چاہا۔ اُسے لگا اُس کی آنکھوں کو کوئی دھوکا ہوا ہے کیونکہ اُسے وہ شخص اپنے لباس اور شکل سے ہو بہو اکبر جیسا لگ رہا تھا، اور بگھی جیسے جیسے اِس طرف آتی گئی، نور بانو کو یقین ہوتا گیا کہ یہ اکبر ہی ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

عمر آنکھیں پھاڑے اکبر کو دیکھے گیا۔ کچھ ایسا ہی حال سب کا تھا، لیکن جو حیرت عمر کو ہوئی تھی وہ کسی اور کو نہ ہوئی۔

نور بانو بھاگ کر اس طرف آئی تھی۔

"رکو بانو، کہاں جا رہی ہو؟" مہرالنساء خاتون نے اسے روکنا چاہا مگر نور بانو کہاں رکنے والی تھی۔

وہ بھی آ کر اسد کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔

اتنے میں بگھی رکی اور اکبر بگھی سے نیچے اتر آیا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

سمیرا کی سانس میں سانس آئی تھی۔ جو بھی تھا، عمر کا منصوبہ ناکام ہوا تھا،اور یہ بات صرف سمیرا کو ہی معلوم تھی اور خود اکبر کو۔

"اتنے حیرانی سے کیوں دیکھ رہے ہو...؟ جیسے مر کر زندہ ہو گیا ہوں۔" اکبر مسکراہٹ چہرے پہ سجائے عمر کے سامنے کھڑے ہو کر اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔

نور بانو نے دیکھا عمر کا چہرہ آہستہ آہستہ سرخ ہو رہا تھا۔ اکبر اپنے بادشاہی لباس میں تھا۔

"ارے ہاں، وہ میرے قتل ہونے کی خبر بھیجی تھی میں نے ابھی؟ ہاں ہاں... میں نے خود ہی بھیجی تھی، وہ شہر میں جگہ جگہ رش بھی میں نے بنوایا تھا... اور پتا ہے یہ سب میں نے کس لیے کیا؟"

اُس نے آخری سوال آ کر اسد سے پوچھا۔

اسد خاموش کھڑا یہ سارا منظر سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تاکہ ایک لمحے کے لیے ہی سہی... آخری ہی سہی، عمر کو تھوڑی خوشی ملے۔" اسد نے حیران ہوتے ہوئے عمر کی طرف دیکھا۔

اس نے مسکرا کر کہا، اور ساتھ ہی اپنے شاہی سپاہیوں کو اشارہ کیا تو وہ آکر عمر کے قریب آئے، پھر اکبر نے ہاتھ کے اشارے سے ایک دفعہ ان سپاہیوں کو ٹھہرنے کا کہا، اور خود ایک ایک قدم اٹھاتا نور بانو تک آیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"ویسے، اس لڑکے سے شادی کرنے جا رہی تھی تم؟"

نور بانو حیران نظروں سے دیکھتی رہ گئی، کہا کچھ نہیں۔

"میں، اکبر بن سلیمان شاہ، ابھی اور اسی وقت، عمر کو میرے اقدامِ قتل کے جرم میں عمر بھر کے لیے قید کی سزا سناتا ہوں۔"

سمیرا یہ سنتے ہی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی، عمر نے سر جھکا لیا اور اسد نے حیرت کے مارے دو قدم آگے بڑھائے۔ عمر جان چکا تھا کہ وہ بے وقوفی کر چکا ہے۔۔

"یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں، بادشاہ سلامت؟" اسد آخر کار بول پڑا۔

"کبھی سنا ہے بادشاہ خود مجرم کو پکڑنے آیا ہو؟ نہیں نا... ایسا اس لیے کیونکہ اس مجرم کو سدھر جانے کے بہت سے موقعے دیے گئے تھے لیکن نہ اس نے توبہ کی نہ اس نے سدھرنے کی کوشش کی۔۔۔ سپاہیو! لے جاؤ اسے۔" اللہ تعالی انسان کو بہت موقعے دیتا ہے، توبہ کرنے کے۔۔ اُس کے گناہوں پہ پردہ ڈالے رکھتا ہے، اُسے گناہگار ہونے کے باوجود بہت سارے موقعے فراہم کرتا ہے، لیکن جب ایک انسان کے گناہ حد سے بڑھنے لگ

جائیں تو اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ لوگوں کے سامنے لے آتا ہے۔۔ عمر کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔

اور اب کی بار اکبر کہہ کر وہاں رکا نہیں، اپنی بگھی کی طرف بڑھ گیا، اور سپاہی عمر کی طرف بڑھ آئے۔

اور عمر کو پکڑ کر اپنے ساتھ لے گئے!!

مہر النساء خاتون سمیت سب ہی افراد وہاں کھڑے شاہی افراد کو جاتے ہوئے دیکھتے رہ گئے۔

~~~~~~

ایک دن پہلے (ولیمے والی رات)۔۔
~~~~~~

یوسف رخسار کے پاس سے اٹھ کر آیا تو اُس نے سوچا تھا کہ جبران سے نور بانو کے متعلق بات کرے گا، لیکن فوراً ہی کھانا لگ گیا اور جبران بھی اکبر کے ساتھ ہی بیٹھا رہا، اس لیے وہ اُس سے کوئی بات نہ کر سکا۔

جیسے ہی سب لوگ کھانے سے فارغ ہوئے اور اکبر روانہ ہونے لگا، اُس کے جاتے ہی جبران نے یوسف سے کہا،

"ہم بھی ابھی چل رہے ہیں۔"

اُس نے اس قدر جلدی میں کہا کہ یوسف کو حیرت ہوئی۔

"کیا ہوا؟ اور نور بانو...؟"

"کیا نور بانو؟ چلو، ابھی۔"

جبران کے لہجے میں کچھ عجیب تھا۔

یوسف کچھ نہ سمجھا، مگر خاموشی سے اُس کے پیچھے چل دیا۔

حویلی سے باہر آتے ہی یکدم اندھیرے کا احساس ہوا، کیونکہ حویلی میں مشعلوں کا بے حد اچھا انتظام کیا گیا تھا اور اُن کی روشنی نے رات کی تاریکی کو کافی حد تک چھپا رکھا تھا۔

جبران اور یوسف کے گھوڑے ساتھ ہی بندھے ہوئے تھے، مگر وہ دونوں گھوڑوں کی طرف جانے کے بجائے درختوں کی اوٹ میں چھپ گئے اور اکبر اور اُس کے شاہی عملے کو جاتے ہوئے دیکھنے لگے۔

جیسے ہی شاہی قافلہ گلی میں مڑا، دو آدمی الگ الگ گھوڑوں پر سوار ہو کر وہاں سے نکلے۔

جبران کی نظریں فوراً اُن پر جم گئیں۔

چند لمحے انتظار کرنے کے بعد وہ بھی اپنی جگہ سے نکلا۔

"چلو۔"

اُس نے مختصراً کہا۔

جبران اور یوسف ایک ہی گھوڑے پر سوار ہو گئے تھے۔

"جبران؟ ہوا کیا ہے؟ ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

نادلز کلب
Clubb of Quality Content

یوسف نے آخر کار پوچھ ہی لیا، کیونکہ اب اُسے یقین ہو چلا تھا کہ وہ دونوں کسی خاص مقصد کے تحت اُن سواروں کا پیچھا کر رہے ہیں۔

"بادشاہ کی جان کو خطرہ ہے۔"

جبران نے نظریں سامنے جمائے ہوئے جواب دیا۔

یوسف چند لمحے خاموش رہا۔

پھر اُس نے مزید کوئی سوال نہ کیا۔

وہ سمجھ گیا تھا کہ جبران کچھ نہ کچھ جانتا ہے، اور ابھی اُس کے پاس سوالوں کے جواب دینے کا وقت نہیں تھا۔

رات کی تاریکی میں گھوڑے کے سموں کی مدھم آواز گونج رہی تھی جبکہ وہ دونوں فاصلے سے اُن نامعلوم سواروں کا تعاقب کرتے ہوئے شہر کی سنسان گلیوں میں آگے بڑھتے جا رہے تھے۔

~~~~~~~~

ناولز کلب
Clubb of Quality Content
~~~~~~~~

وہ دونوں آدمی جو اکبر کے پیچھے گئے تھے، الگ الگ گھوڑوں پر سوار تھے۔ دونوں نے سیاہ جبے پہن رکھے تھے اور اپنے سروں کو بھی چغوں کے ہڈ سے ڈھانپ رکھا تھا۔ رات کی تاریکی کے باعث ویسے بھی اُن کے چہرے صاف نظر نہیں آ سکتے تھے۔

جبران اور یوسف اُن دونوں کا پیچھا کرتے رہے، یہاں تک کہ ایک گلی کا موڑ مڑتے ہی وہ رک گئے۔

جبران نے بھی گھوڑے کی لگام کھینچی اور نیچے اتر آیا۔ گھوڑے کو ایک درخت کے ساتھ باندھ کر وہ دونوں آہستہ قدموں سے گلی میں مڑے۔

یہ ایک کافی کشادہ گلی تھی۔ اِسی گلی کے آخر میں محل کا پچھلا دروازہ تھا۔

اکبر شاید محل کے پچھلے دروازے سے اندر جا رہا تھا۔

دونوں آدمیوں نے اپنی کمانیں سنبھالیں اور نشانہ باندھا۔ اکبر کی بگھی اُن کے لیے آسان ہدف تھی کیونکہ وہ ویسے بھی باقی سواریوں سے الگ تھی۔

اب وہ تیر چلانے ہی لگے تھے کہ جبران اور یوسف نے ایک ساتھ اپنی تلواریں نکالیں اور پیچھے سے آ کر اُن دونوں کو دبوچ لیا۔

دونوں حملہ آوروں نے خود کو چھڑانے کی بھرپور کوشش کی۔

یوں اچانک شور برپا ہو گیا۔ تلواروں کی جھنکار، بھاگ دوڑ اور بلند ہوتی آوازوں کے درمیان ایک شخص کے ہاتھ سے تیر چھوٹ گیا اور جا کر محل کے دروازے میں پیوست ہو گیا۔

"یہ تیر کہاں سے آیا ہے؟"

اکبر نے تیر دیکھ کر اپنے شاہی محافظ سے پوچھا۔

اکبر کا محافظ فوراً اِدھر اُدھر دیکھنے لگ گیا۔ اُسے گلی کے آغاز میں کچھ لوگ آپس میں لڑتے ہوئے دکھائی دیے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جبران نے جس شخص کو قابو کر رکھا تھا، اُس نے اچانک خود کو آزاد کروایا، کمر سے خنجر نکالا اور پلٹ کر جبران پر وار کر دیا۔

جبران فوراً پیچھے ہٹا، مگر خنجر کی تیز دھار اُس کے بازو کو زخمی کر گئی۔

وہ درد سے ہلکا سا لڑکھڑایا، مگر اگلے ہی لمحے دوسرے ہاتھ سے جوابی کارروائی شروع کر دی۔

اُدھر اکبر کے محافظ اپنی تلواریں نیام سے نکالتے ہوئے تیزی سے اِس طرف بھاگ آئے۔

یوسف نے ابھی تک اپنے مقابل موجود آدمی کو مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔

جبران کا سرمئی رنگ کا جبہ خون سے رنگین ہو چکا تھا۔

چند لمحوں بعد صورتِ حال مکمل طور پر قابو میں آچکی تھی۔

اب جبران اپنے بائیں بازو کو دائیں ہاتھ سے مضبوطی سے تھامے کھڑا تھا جبکہ اکبر کے محافظ اُن دونوں حملہ آوروں کو اپنی تحویل میں لے چکے تھے۔

یوسف فوراً جبران کے قریب آیا۔

"کیا زخم زیادہ گہرا ہے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اُس نے فکر مندی سے پوچھا۔

"نہیں۔"

جبران نے مختصر جواب دیا۔

اتنے میں چوکبان اکبر کو بھی وہاں لے آیا۔ اکبر اپنی بگھی سے اتر چکا تھا۔

"یہ کیا ماجرا ہے؟"

اُس نے صورتِ حال کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔

"اِن دونوں نے آپ پر حملہ کرنے کی کوشش کی ہے۔"

جبران نے درد کی شدت کے باعث ہلکی سی کراہت کے ساتھ جواب دیا۔

اکبر کی نگاہ اُن دونوں پر گئی۔

"اِن دونوں کو حراست میں لے لو اور قید خانے میں ڈال دو۔"

اُس نے حکم آمیز لہجے میں اپنے محافظوں سے کہا۔

قلیم اور ظفر نے ایک دوسرے کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا، مگر خاموش رہے۔

"تم ٹھیک ہو، جبران؟"

اب کی بار اکبر نے اُس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے فکر مندی سے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔"

جبران نے جواب دیا۔

اکبر نے اُس کے خون آلود جبے پر نظر ڈالی۔

"لگ تو نہیں رہے۔ چلو، محل چلتے ہیں۔ محل میں ایک فرنگی ڈاکٹر موجود ہے، وہ تمہارا معائنہ کر لے گی۔"

جبران کچھ کہنے ہی والا تھا مگر اکبر نے اُسے مزید بحث کا موقع نہ دیا۔

چنانچہ وہ دونوں اکبر کے ساتھ محل کی طرف روانہ ہو گئے، جبکہ گرفتار کیے گئے دونوں حملہ آوروں کو سخت پہرے میں قید خانے لے جایا گیا۔

~~~~~~~~~~~

رات پوری طرح سے طاری ہو چکی تھی۔ اس وقت جب تقریباً ہر شخص اپنے آرام دہ بستر پہ سو رہا تھا عین اُسی وقت محل میں فرنگی ڈاکٹر جبران کا معائنہ کر رہی تھی۔ اُس نے جبران کے بازو پر مرہم لگا کر پٹی باندھ دی تھی۔

اُدھر اکبر اور یوسف، اکبر کی بیٹھک میں جبران کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔
~~~~~~~~~~~

کچھ ہی دیر بعد جبران وہاں آگیا۔

"اب ہمیں چلنا چاہیے۔"

آتے ساتھ ہی اُس نے کہا تو یوسف بغیر کسی تاخیر کے اٹھ کھڑا ہوا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"بیٹھو تم۔"

اکبر نے یکدم یوسف کو دوبارہ بیٹھنے کا کہا۔

یوسف خاموشی سے واپس بیٹھ گیا۔

"جبران صاحب، آپ بھی بیٹھیں۔کچھ بات کرنی ہے۔"

جبران خاموشی سے آگے بڑھا۔بہت زیادہ خون بہہ جانے کے باعث اُسے چکر آرہے تھے۔

وہ آکر اکبر کے دائیں جانب رکھی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ یوسف اکبر کے بائیں طرف بیٹھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اکبر نے میز پر رکھی گھنٹی بجائی۔

تھوڑی دیر بعد ایک خادم اندر آیا۔

"یہ ہمارے مہمان ہیں۔اِن کے لیے مہمان خانہ تیار کرواور اِن کے آرام کا ہر ممکن خیال رکھو۔اور ابھی ایک گلاس ہلدی والا دودھ اور ایک گلاس خالص دودھ لے آؤ۔"

اکبر نے خادم کو حکم دیا۔

جبران اور یوسف ایک دوسرے کو دیکھا۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ اکبر اُنہیں اتنی رات گئے واپس جانے نہیں دے گا۔

خادم کے جانے کے بعد اکبر نے جبران کی طرف دیکھا۔

"اب تم بتاؤ، یہ کیا ماجرا ہے؟ وہ دو آدمی کون تھے؟ کیا تم اُنہیں جانتے ہو؟"

جبران نے گہری سانس لی۔

"ولیمے کے دوران مجھے ایک کام سے حویلی کے پچھلے حصے میں جانا پڑا تھا۔ وہاں ایک کمرے سے مجھے آپ کے قتل کی منصوبہ بندی ہوتی سنائی دی۔ سب کچھ اتنی جلدی میں ہوا کہ میں صرف اتنا ہی سمجھ سکا کہ کسی اور کو بتانے کے بجائے بہتر ہے میں خود خاموشی سے آپ کے پیچھے جاؤں۔ پھر جب آپ اپنے ساتھیوں سمیت حویلی سے نکلے تو آپ کے جاتے ہی دو گھڑ سوار بھی آپ کے پیچھے روانہ ہوئے۔ میں اور یوسف بھی اُن دونوں کے تعاقب میں نکل آئے۔۔۔اور پھر جو کچھ ہوا... وہ آپ کے سامنے تھا۔"

اُس نے پوری حقیقت بیان کر دی۔

"کیا آپ کا کوئی دشمن ہے جو آپ کی جان لینا چاہتا ہو؟"

یہ سوال یوسف نے کیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اکبر چند لمحے سوچتا رہا۔

"ابھی تک تو نہیں تھا... لیکن اب لگتا ہے کہ واقعی کوئی میری جان لینا چاہتا ہے۔"

اُس نے جواب دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اُسی وقت بیٹھک کا دروازہ دوبارہ کھلا اور وہی خادم چاندی کی ایک بڑی سی ٹرے میں دو بڑے چاندی کے گلاس لیے اندر آیا۔

"ہلدی والا دودھ اِنہیں دو اور دوسرا گلاس اِن صاحب کو۔"

اکبر نے ہدایت دی۔

خادم نے فوراً تعمیل کی اور دونوں گلاس جبران اور یوسف کے حوالے کر دیے۔

"میں جانتا ہوں کہ اِس سب کے پیچھے کون ہو سکتا ہے، مگر باقاعدہ تفتیش کل صبح ہو گی۔ فی الحال اُن دونوں آدمیوں کو قید خانے میں ڈال دیا گیا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اکبر کی آواز میں اب پہلے سے زیادہ سنجیدگی تھی۔

"اور تم دونوں بھی آج رات یہیں رہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم دونوں کی جان کو بھی کوئی خطرہ ہو۔"

خادم کے جانے کے بعد اُس نے اُن دونوں سے کہا۔

جبران اور یوسف خاموش رہے۔اس وقت اُن کے پاس انکار کی کوئی معقول وجہ بھی نہیں تھی۔

"اب تم دونوں بھی آرام کرو۔باقی باتیں کل صبح ہوں گی۔شب بخیر۔"

اکبر نے آخر میں کہااور اپنی نشست سے اٹھ کھڑا ہوا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

"شب بخیر۔"

جبران اور یوسف نے بھی جواب دیا۔

اکبر کے جانے کے بعد بیٹھک میں چند لمحوں کے لیے خاموشی چھا گئی۔

مگر اُس خاموشی کے پیچھے بے شمار سوالات گردش کر رہے تھے۔یوسف جبران سے نور بانو کی منگنی کے متعلق بات کرنا چاہتا تھا، مگر اُس کے بازو پہ لگے زخم کی وجہ سے اُسے لگا کہ یہ وقت مناسب نہیں ہے۔۔

قید خانے میں بند وہ دو آدمی...اُن کے پیچھے چھپا اصل شخص...

اور وہ راز جس کے سامنے آنے کا اب سب کو انتظار تھا۔

لیکن شاید سب سے زیادہ بے چینی خود اکبر کو تھی۔

کیونکہ اُسے یقین تھا کہ اگلی صبح صرف ایک قاتل کا نام سامنے نہیں لائے گی...

بلکہ کئی رازوں سے پردہ بھی اُٹھائے گی۔۔

اور اِسی لیے اُس رات، محل میں موجود ہر شخص سے زیادہ اکبر کو طلوعِ آفتاب کا انتظار تھا۔

~~~~~~~~~~ اکبر دربارِ خاص میں بیٹھا تھا اور اس کے سامنے

عمر کے وہ دو بندے تھے۔ایک کا نام ظفر تھا جب کہ دوسرے کا نام قلیم۔ان کی تفتیش

شروع تھی۔اکبر نے آدھی رات کو ان دونوں کو طلب کر لیا تھا۔

"میں اکبر بن سلیمان شاہ، ابھی اور اسی وقت تم دونوں کو سزائے موت کا حکم سناتا ہوں۔"

اکبر نے رعب دار لہجے میں اعلان کیا۔دو سپاہی اس کے قریب آئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہم موت سے ڈرنے والے نہیں ہیں، اپنے مالک کا نام کبھی نہیں لیں گے۔"

ان دونوں میں سے ایک بڑی ڈھٹائی سے بولا، جس کا نام قلیم تھا۔
~~~~~~~~~~

"تمہارے مالک کا نام بھی ہم جانتے ہیں اور اُس کے کرتوت بھی۔ تم دونوں نے بادشاہ کو قتل کرنے کی کوشش کی ہے جس کی سزا موت کے سوا کوئی نہیں۔ اگر خود اپنے منہ سے اپنے جرم کا اعتراف کر لو گے، اور اپنے مالک کا نام لے لو گے تو میں اتنا کر سکتا ہوں کہ تم دونوں کی موت کے بعد تم دونوں کے گھر والوں کی ذمہ داری خود اٹھاؤں گا۔"

اکبر کی رحم دلی اور انصاف کے قصے کچھ ہی عرصے میں پورے شہر میں مشہور ہو چکے تھے۔ اکبر کی اس پیشکش کو سننے کے بعد وہ دونوں مجرم ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ اُنہیں یقین تھا کہ اکبر ایسا ہی کرے گا۔

"ہمیں سوچنے کے لیے تھوڑا وقت چاہیے۔"

اب کی بار ظفر بولا۔

Clubb of Quality Content

"ٹھیک ہے۔ تم دونوں کے پاس سوچنے کے لیے پوری رات ہے، اچھی طرح سوچ لو۔"

پھر دو سپاہی آکر ان دونوں کو واپس قید خانے لے گئے۔

"کیا کہتے ہو؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

سپاہیوں کے جانے کے بعد ظفر قلیم کے قریب آیا۔ وہ دونوں دو الگ الگ قید خانوں میں بند تھے، لیکن چونکہ دونوں قید خانے بالکل ساتھ تھے، اس لیے وہ آپس میں بات کر سکتے تھے۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے مالک کا نمک کھایا ہے، پوری زندگی ہم نے ان کی خدمت میں گزاری ہے، ہم مالک کو دھوکا نہیں دے سکتے۔۔ ویسے بھی دونوں صورتوں میں ہمیں سزائے موت تو ہونی ہے۔"

قلیم نے اسی طرح ڈھٹائی سے جواب دیا۔

"ہمارے جانے کے بعد ہمارے بیوی بچوں کا کیا؟ ہمیں سزا تو ہونی ہی ہے، کیوں نہ اپنے بیوی بچوں کی حفاظت کو یقینی بنا کر جائیں۔"

ظفر نے نرم لہجے میں کہا۔

"مالک ہمارے بیوی بچوں کی حفاظت کرے گا۔"

"مالک ہمارا پوچھنے تک نہ آیا کہ یہ دونوں کہاں گئے۔۔اور تمہیں اُس سے اتنی بڑی امیدیں ہیں، تم ہو ہی بے وقوف۔۔ بھلا بادشاہ کو قتل کرنے کا حکم کیسے مان سکتے ہو؟ تم نے یہ نہیں سوچا تھا کہ پکڑے جائیں گے، ہر کام کا کوئی طریقہ ہوتا ہے۔۔ ولیمے کی تقریب کے بعد جب وہ اپنے عملے کے ساتھ ہی محل کے اندر جانے والے تھے، ٹھیک اُس وقت تم نے مالک کو قتل کرنے کا سوچا۔ خود تو پھنس گئے، مجھے بھی پھنسا دیا۔ بے وقوف انسان۔"

"مالک نے آج ہی اس کا صفایا کرنے کا کہا تھا، پھر اور کیسے مارتا؟ یہ دو بندے پتا نہیں کہاں سے آگئے بیچ میں، ورنہ ہم اپنے منصوبے میں کامیاب ہو جاتے۔"

قلیم نے جواب دیا اور پھر جا کر قید خانے کی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

~~~~~~~~
~~~~~~~~

اس تنگ اور ویران قید خانے میں ایک رات گزارنا بھی قلیم اور ظفر کے لیے انتہائی مشکل تھا۔ وہ دونوں پوری رات سو نہ سکے اور صبح تک اسی انتظار میں رہے کہ عمران دونوں کو بچانے آئے گا، جب کہ ایسا کچھ نہ ہوا۔ ظفر تو خاموشی سے بیٹھا رہا، جب کہ قلیم ساری رات وہ اسٹیل کا گلاس دیوار پر مارتا رہا، نہ خود سویا نہ ہی قید خانے کے کسی قیدی کو سونے دیا۔

اور اب جب صبح ہو گئی تو ظفر کے قریب آیا۔

"تم صحیح کہہ رہے تھے۔"

اس کی آواز سن کر ظفر اپنی جگہ سے اٹھ کر اس دیوار تک آیا جہاں پر آ کر وہ دونوں ایک دوسرے کی آواز سن سکتے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا؟"

"مالک تو ہمیں بچانے نہیں آیا، میں اس کے خلاف بیان دینے لگا ہوں۔" قلیم نے بولا۔

"میں تو پہلے ہی دینے جارہا تھا۔۔"

"لیکن ہم اس بادشاہ سے اپنی زندگی کی بھیک تو مانگ سکتے ہیں۔" قلیم کو شاید ایک آس تھی کہ ہو سکتا ہے اکبر کو ان دونوں پر رحم آجائے اور معافی مل جائے۔

"ہم نے بادشاہ کو قتل کرنا چاہا تھا۔ یہ کوئی عام بات نہیں ہے کہ معافی مل جائے۔۔ مجھے تو معافی کی کوئی امید نہیں ہے، ہاں اپنے بچوں کی حفاظت کی بات بادشاہ سے ضرور کروں گا۔" ظفر نے کہا تو قلیم کے چہرے پر مایوسی آگئی۔

دو گھنٹے بعد۔۔۔

دو سپاہی ان دونوں کو لینے آئے تھے اور ان دونوں کو لے کر دربارِ خاص پہنچ گئے۔

کچھ دیر بعد اعلان ہوا اور اکبر اندر داخل ہوا اور آکر سربراہی کرسی پر بیٹھ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"ہاں تو تم دونوں نے کیا سوچا ہے؟ اپنے مالک کا نام لینا ہے یا نہیں؟" اکبر نے اپنی رعب دار آواز میں کہا تو قلیم آس بھری نظروں سے دو قدم آگے آیا۔

"بادشاہ سلامت ہمیں معاف کر دو، ہم سے بہت بڑا گناہ ہوا ہے، ہم شرمندہ ہیں۔" قلیم نے آگے بڑھ کر معافی مانگی تو اکبر نے نظروں کا زاویہ بدل کر ظفر کو دیکھا تو ظفر بھی ہچکچاتا ہوا آگے آیا اور معافی مانگنے لگا۔

"میرے قتل کا حکم کس نے دیا تھا؟"

اس کی رعب دار آواز ایک دفعہ پھر پورے دربارِ خاص میں گونجی تھی۔

"مالک عمر نے۔۔مالک عمر نے دیا تھا۔" ظفر نے گھبراتے ہوئے بولا تو اکبر ایک لمحے کے لیے خاموش ہوا۔

"جی بادشاہ سلامت، عمر۔۔مالک عمر نے دیا تھا۔"

"تو تم دونوں نے ایک دفعہ بھی یہ نہیں سوچا کہ بادشاہ کو قتل کر کے تم دونوں بھی تو پکڑے جا سکتے ہو؟"

اکبر نے اب تسلی سے ان دونوں سے پوچھا۔

"ہم بے وقوف تھے بادشاہ سلامت۔ خاص طور پر میں۔۔اس کو تو معلوم بھی نہیں تھا ہم کدھر جا رہے ہیں، میں اس کو زبردستی مالک عمر کے کہنے پر اپنے ساتھ لے گیا۔" قلیم نے روتے ہوئے اکبر کو بتایا تو ظفر نے حیران ہو کر قلیم کو دیکھا۔

"ہمیں معاف کر دیں بادشاہ سلامت، ہم پوری زندگی آپ کی غلامی کرنے کے لیے تیار ہیں، ہمارے بچوں کے واسطے۔۔ ہمارے بچوں کے واسطے ہمیں معاف کر دیں۔"

اب کی بار ظفر نے کہا تو اکبر نے سپاہیوں کو اُنہیں واپس قید خانے میں لے جانے کا کہا۔اور اکبر عمر کو گرفتار کرنے کے حوالے سے ترکیب سوچنے لگا تھا۔۔

~~~~~~~~~

قلیم اور ظفر کی تفتیش جاری تھی۔اب اکبر کو نور بانو کی فکر تھی،اُس عمر کا کام تو تمام کر دوں گا، مگر نور بانو؟ وہ اس رشتے پر خاموش کیوں رہی؟! اکبر نے سوچا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہو سکتا ہے اُسے عمر کی حقیقت معلوم نہ ہو..؟"

اُس نے مزید سوچا۔

لیکن پھر بھی نور بانو عمر سے شادی کیوں کرے گی..
~~~~~~~~~

ابھی اُس نے ناشتہ بھی نہیں کیا تھا،اُس نے آدھی رات کو ہی قلیم اور ظفر کو طلب کر لیا تھا اور پھر فجر ہوتے ہی اُن دونوں کو دوبارہ بلا لیا تھا۔اب جب اُس نے عمر کی گرفتاری کی ترکیب بھی سوچ لی تھی۔ تو اُس نے جبران کو بلا لیا تھا۔

کچھ ہی دیر میں وہ دروازہ بجا کر اندر آیا۔

"آجاؤ جبران، میں تمہارے ہی انتظار میں بیٹھا تھا۔"اس کے اندر آتے ہی اکبر نے کہا۔

"خیریت تھی بادشاہ سلامت؟"

"پہلی بات تو یہ ہے کہ مجھے اکبر کہہ سکتے ہو۔۔" اکبر نے اسے ٹوکا، اور ساتھ ہاتھ کے اشارے سے اسے بیٹھنے کا کہا۔

"دوسری بات یہ ہے کہ خیریت ہے بھی اور نہیں بھی۔۔ اصل میں کل رات کو اگر میرا اقدامِ قتل نہ ہوتا تو بھی اس وقت تم میرے ساتھ ہی ہوتے کیونکہ ایک انتہائی اہم بات ہے جس کا تمہارے علم میں ہونا بہت ضروری ہے۔" اکبر نے اس کے بیٹھنے کے بعد بولنا شروع کیا تو وہ سنجیدگی سے سننے لگا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"بات دراصل یہ ہے کہ عمر نور بانو کا ماموں زاد ہے۔۔ یعنی اس کے ماموں کا بیٹا ہے۔"

اکبر نے ایک گہری سانس لی۔

"اصل میں مجھے خود یہ بات اس روز پتا چلی جس روز نور بانو نے مجھے دعوت نامہ دیا تھا۔اس دعوت نامے پر عمر کے نام کو پڑھ کر میں حیران ہوا۔۔ لیکن خیر یہ باتیں اتنی اہم نہیں ہیں، میں سیدھا مدعے پر آتا ہوں۔مجھے معلوم ہے نور بانو تم سے محبت کرتی ہے۔۔اور عمر سے اس کا رشتہ ہو گیا ہے، یہ کیسے ہوا یہ تو ابھی میرے علم میں بھی نہیں ہے، مگر عمر کا ریکارڈ کسی بھی حوالے سے اچھا نہیں ہے۔۔وہ ہر طرح سے غلط کاموں میں ملوث رہا ہے۔میں اسے ذاتی طور پر خبردار کر چکا تھا، مگر اب معاملہ بہت مختلف ہے۔ایک تو یہ کہ اس نے مجھے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا، اور دوسرا ہمیں نور بانو کو بھی اس انسان سے بچانا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

جبران خاموشی سے سنتا گیا۔اکبر کو بھی اتنا تو پتا چل گیا کہ نور بانو کی منگنی کی خبر جبران کے علم میں پہلے سے ہی ہے۔جبران بے حد سنجیدہ تھا۔

پھر اکبر نے جبران کو اپنا سوچا گیا منصوبہ بتایا۔

~~~~~~~~~

حال۔
~~~~~~~~~

وہ ساکت کھڑی تھی۔ اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آیا۔

"کیا عمر اتنا گر سکتا ہے کہ وہ اکبر تک کو قتل کر سکتا ہے؟" اس نے صدمے میں جاتے ہوئے سوچا۔

"یہ جھوٹ ہے۔۔ میرا بھائی ایک قاتل نہیں ہو سکتا۔" اسد نے واپس اس پرانے طرز کے ڈائننگ ٹیبل پہ آتے ہوئے کہا، تو نور بانو بھی سوچوں کی دنیا سے ہوش میں آئی۔

"بیٹا پریشان نہیں ہو۔ میں اللہ سے دعا کرتی ہوں، عمر بیٹا تو ایسا نہیں ہے۔" مہر النساء خاتون نے اسد کو تسلی دی تھی۔

"کیا اب ان سب کو عمر کی اصلیت بتادوں؟"نور بانو نے ایک نظر سب کو دیکھا،اور اسے مطمئن سی بیٹھی سمیرا پہ حیرت ہوئی، پھر سر جھٹک کر آگے آئی۔

"اگر میں نے اب بھی کچھ نہ کہا تو بہت دیر ہو جائے گی"

"اسد بھائی۔۔مجھے یہ تو نہیں معلوم کہ عمر نے اکبر کے قتل کا منصوبہ بنایا تھا یا نہیں، مگر عمر اس کے علاوہ بھی بہت سارے غلط کاموں میں ملوث رہا ہے۔"اس کی آواز پہ وہاں بیٹھے سب ہی افراد نے اس کی طرف دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو نور بانو؟"اسد جو اس لیے پریشان تھا کہ وہ عمر کو کیسے چھڑوائے گا، نور بانو کی باتوں پہ حیرانی سے بولا۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔ میرے پاس ابھی ثبوت تو نہیں ہیں، مگر شہزادی رخسار نے بھی مجھے عمر کے متعلق کچھ باتیں بتائی تھیں۔۔ وہ ملک کا قیمتی سرمایہ خفیہ طریقوں سے بندرگاہ پہ لے کر جاتا ہے۔۔ وہ ملک کا غدار ہے۔" اس کے علم میں جتنا تھا، اس نے بتادیا۔

"نور بانو!" اسد نے قدرے اونچی آواز میں اسے پکارا تو وہ سہم سی گئی۔

"مجھے حیرت ہے اسد بھائی، آپ کو کیسے عمر کے بارے میں کچھ نہیں معلوم؟ وہ آپ ہی کا بھائی ہے مگر آپ سے ہزار دفعہ مختلف، نہ وہ آپ جیسا مہربان ہے نہ آپ جیسا محافظ۔ یہاں تک کہ وہ مجھ سے بھی اس ضد میں آکر شادی کرنا چاہتا ہے تاکہ مجھے گھر میں قید کر کے رکھے۔۔ نہ میں کتب خانہ کھول سکوں، نہ محل جاؤں نہ ہی کچھ اور کروں۔۔" اس کی آنکھوں میں آنسو تھے لیکن اس کے الفاظ مضبوط تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نور بانو، اگر تم عمر سے شادی نہیں کرنا چاہتی تو میں خود تم دونوں کی منگنی ختم کر دوں گا، لیکن اس وجہ سے تم عمر پہ ایسے الزام تو نہ لگاؤ۔" اسد کے ذہن میں وہ کمرہ آیا، جہاں وہ ویسے میں جانے سے پہلے گیا تھا، وہاں موجود سونے کے صندوق نور بانو کی باتوں کی تصدیق کر رہے تھے۔

"عمر سے منگنی میں خود ختم کرتی ہوں۔۔ ابھی اور اسی وقت۔ میں ایک ایسے انسان سے شادی کیسے کر سکتی ہوں جو ملک کا غدار ہے، جو بادشاہ تک کو قتل کر سکتا ہے۔۔" نور بانو نے اعلانیہ کہا تھا۔

Clubb of Quality Content

"نور بانو!!" مہر النساء خاتون نے بے حد اونچی آواز میں اسے پکارا تھا۔

"بادشاہ اکبر سچ کہہ رہے تھے۔" سمیرا جو اتنی دیر سے خاموشی سے سب سن اور دیکھ رہی تھی، اب بول اٹھی۔

اسد نے حیران ہوتی اور سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"میں نے آج صبح عمر کی باتیں سنی تھیں، وہ کسی پہ غصہ کر رہا تھا اور وہ اکبر کے صفایا کرنے کی بات کر رہا تھا۔" سمیرا ایسے بات نہیں کرتی تھی۔ ہمیشہ جب بڑے بات کرتے تو وہ چپ ہو جاتی تھی، سوائے نور بانو کے وہ زیادہ کسی سے بھی باتیں نہیں کرتی تھی، اور اب جب وہ بولی تو سب حیرت میں گھرے اسے دیکھے گئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اسد بے اختیار کرسی پہ بیٹھ گیا، سمیرا اور نور بانو کی باتیں اکبر کے لگائے گئے الزام کی تصدیق کر رہی تھیں۔۔ اسے معلوم نہ ہو سکا اور اس کا بھائی گناہوں اور جرائم میں اس قدر چھپ کر بیٹھا تھا کہ کبھی اس کا یہ رخ وہ جان ہی نہ سکا۔۔

~~~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~~~

تین دن بعد۔۔

عمر قید خانے میں تھا۔ شہزادی رخسار اُسی طرح خلوت میں تھیں، جبکہ جبران اور یوسف دو دن محل میں ہی رہے اور پھر چلے گئے۔

اس روز رخسار نے سوچا، یوسف کو اس نے آنے کا کہا تھا اور وہ نہیں آیا۔

وہ صبغت شاہ کو دیکھنے گئی، کچھ دیر ان کے ساتھ بیٹھی، اور پھر بلاوجہ محل کے صحن میں آ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دو کنیزیں باغ میں باتیں کر رہی تھیں۔ آمنہ کنیز رخسار کے پاس آئی۔

"شہزادی، آپ کو کوئی کام تھا؟ ہمیں بلا لیا ہوتا۔" آمنہ کنیز نے انہیں اکیلے چہل قدمی کرتے دیکھ کر کہا۔ آمنہ کنیز کو خوشی بھی ہوئی، اُس کی شہزادی کمرے سے باہر نکل آئی تھیں۔

"آمنہ کنیز۔۔ کوئی کام ہوتا تو آپ کو بلا لیتی، اب کوئی کام نہیں ہے تو آپ ہمیں اکیلا چھوڑ کر جا سکتی ہیں۔" رخسار نے اُسی طرح چہل قدمی کے دوران اُس سے کہا۔

آمنہ کنیز کو برا نہ لگا۔ وہ رخسار کو اکیلا چھوڑنے کے بجائے اُس کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔

"بادشاہ سلامت کو قتل کرنے کی کوشش؟ یہ تم کیا کہہ رہی ہو سلطانہ؟" دو کنیزیں باتیں کر رہی تھیں، ان میں سے ایک نے دوسری سے کہا۔ ان دونوں کی رخسار کی جانب پشت تھی۔

"ہاں فاطمہ، میں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ وہ تو شکر ہے کہ تاجر جبران اور ان کے دوست نے بادشاہ کو بچا لیا، ورنہ بادشاہ کا قتل ہو جاتا۔"

رخسار کے قدم وہیں رک گئے اور مڑ کر آمنہ کنیز کو دیکھا۔

"یہ میں کیا سن رہی ہوں آمنہ کنیز؟"

رخسار کی رعب دار آواز قدرے اونچی تھی۔ وہ دو کنیزیں جو آپس میں باتیں کر رہی تھیں، رخسار کی آواز پر جھٹکے سے مڑ کر ادب سے خاموش کھڑی ہو گئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جی شہزادی۔" آمنہ کنیز نے سر جھکا کر کہا۔

"کیا؟ کب ہوا ہے یہ سب؟ اکبر کہاں ہے؟" رخسار کے لہجے میں اب تشویش تھی۔

"وہ اپنی بیٹھک میں ہیں۔" آمنہ کنیز نے آہستہ آواز میں کہا تو رخسار وہاں سے مڑ کر تیز تیز اکبر کی بیٹھک کی طرف چل دی۔

دھڑام سے دروازہ کھولا۔ اکبر وہاں کسی سیاسی شخص کے ساتھ موجود تھے۔ اسے دیکھ کر باتیں کرتے کرتے رک گئے۔

"معذرت چاہتی ہوں، میں یوں اچانک آگئی۔۔ لیکن بات ہی کچھ ایسی ہے۔" اس نے قریب آکر کہا۔

"آپ چلیے، پھر باقی معاملات آپ سے کچھ روز بعد شہزادی رخسار طے کر لیں گی۔" اکبر نے اس شخص کو کہا۔

رخسار حیران تو ہوئی مگر کچھ کہا نہیں، کیونکہ اس وقت وہ فکر مند تھی۔ وہ شخص الوداعی کلمات ادا کرتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔

"بیٹھو رخسار، کیا بات ہے؟" اس کے جانے کے بعد اکبر نے رخسار سے پوچھا۔

"یہ میں کیا سن رہی ہوں؟ تم پر حملہ ہوا ہے؟" اس نے بیٹھتے ساتھ ہی فکر مندی سے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آمنہ کنیز دروازے کے ساتھ ہی رک گئی تھی۔ اکبر نے بغور اس کے چہرے کو دیکھا، وہ واقعی فکر مند تھی۔

"میں ٹھیک ہوں، اللہ کے فضل سے مجھے کچھ نہ ہو سکا۔" اکبر نے دھیمے لہجے میں اسے جواب دیا۔

"لیکن بات تو یہ تشویش کی ہے۔ایسا قدم کس نے اٹھایا؟"

"تاجر جبران اور اس کے دوست کی مہربانی سے میری جان تو بچ گئی۔۔اور مجرم اس وقت قید خانے میں قید ہے۔"

رخسار نے ایک ابرو اوپر کی۔

"کون ہے؟"

"عمر۔"

رخسار نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"عمر؟ کون عمر؟" اب کی بار رخسار نے حیرت سے کہا۔

"عمر، حویلیوں کا مالک عمر۔۔"

"اس کی تم سے کیا دشمنی؟" وہ اب بھی حیران تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"رخسار۔۔ میں جانتا ہوں کہ عمر کے کرتوت کیا ہیں۔ تمہارے حجاز جانے کے بعد میں نے اسے خبر دار کیا تھا، لیکن وہ نہیں سدھرا۔ ابھی میں یہ نہیں جانتا کہ اس نے اتنا بڑا قدم کیوں اٹھایا، لیکن اس وقت وہ قید خانے میں ہے اور بے بس ہے۔ کچھ روز کے بعد اس کا فیصلہ ہو گا۔"

رخسار کے اندر بہت کچھ ٹوٹا تھا۔اسے ماضی کی بہت ساری باتیں یاد آئیں۔

"امی جان نے اس محل کو صرف تباہ کرنے کی کوشش کی تھی۔۔ان ہی کی وجہ سے میں ان خفیہ کاموں میں عمر کا ساتھ دیتی رہی۔لیکن اب....میں نے اپنے گناہوں سے توبہ کر لی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اکبر بے بس سا مسکرایا۔

"یہ سب کب شروع ہوا تھا؟مجھے بس یہ بتادو۔"

"آج سے تقریباً پانچ سال پہلے عمر مجھ سے ملنے آیا تھا۔میں تب نہیں جانتی تھی کہ عمر کون ہے، لیکن اس نے جو حقیقت بیان کی تھی،امی جان نے عمر کے والد صاحب کا ساتھ دیا تھا

غداری میں۔انہی کاموں کو آگے عمر نے جاری رکھا۔مجھے امی جان کی وجہ سے عمر کا بندرگاہ پر ساتھ دینا پڑا۔مجھے سمجھ نہ آیا کہ کیا کروں...ایک کام جو پچھلے کئی سالوں سے ہوتا آیا،اس کو امی جان کی وجہ سے مجھے بھی کرنا پڑا۔"

وہ تفصیل سے بولی تھی،لہجے میں پچھتاوا تھا۔

"میں جانتا ہوں۔۔میرے پاس ثبوت بھی ہیں۔لیکن اب عمر کو سزا ہو گی،اس کے سارے جرائم...اور ابھی تو وہ حد سے گزر گیا۔"

"کیا میں اس سے مل سکتی ہوں؟"رخسار نے ایک لمحے کے توقف کے بعد کہا۔

"ابھی نہیں۔۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رخسار نے لمبی سانس لی تھی۔

~~~~~~~~~ صبح کی پہلی کرن جب اس بلند و بالا محل پر پڑی تو سنہری روشنی پورے محل کی سنگِ مرمر سے بنی دیواروں سے جا ٹکرائی اور یوں صحن میں نرم سی سنہری روشنی پھیل گئی۔ محل کے بلند مینار، کشادہ برآمدے اور نفیس جھروکے اس نرم اُجالے سے نہا اٹھے۔

ایسے میں رخسار کب سے فجر کی نماز ادا کر کے جائے نماز پر بیٹھی اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز میں مصروف تھی۔ کبھی مسکرا دیتی تو کبھی ٹپ ٹپ اس کی آنکھوں سے آنسو نکل کر اس کے سرخ و سفید چہرے پر بہہ آتے۔

جب ہر طرف سنہری روشنی پھیل گئی تو رخسار بھی جائے نماز کا ایک کونا موڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ دوپٹہ کھولا اور اپنے پرانے طرز کے سنگھار میز کی طرف آئی۔ اپنے بال کھولے، بھورے گھنگریالے بال اور خود پر ایک گہری نظر ڈالی تو بلاوجہ یوسف یاد آگیا، اور وہ مسکرا دی۔ اپنی اس مسکراہٹ پر اُسے خود ہی حیرت ہوئی۔ کافی دیر تک اللہ تعالیٰ سے باتیں کرنے
~~~~~~~~~

کے بعد اسے ایک عجیب سا سکون ملا تھا، اور اس سکون میں یوسف کا خیال آنا ایک خوبصورت احساس تھا۔

وہ تیار ہو رہی تھی کہ دروازہ بجا۔ چمپا کنیز اندر آئی۔

"شہزادی... آپ کو بیٹھک میں بلایا ہے۔"

رخسار چند لمحے سوچ میں کھڑی رہی۔ سب کو معلوم تھا کہ وہ آج کل بغیر کسی ضرورت کے کمرے سے باہر نہیں نکلتی، اس لیے چمپا بھی تذبذب میں تھی۔

رخسار نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چمپا واپس چلی گئی۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

تھوڑی دیر بعد وہ اپنے کمرے کی راہداری میں چلتی ہوئی باہر نکلی۔ پہرے داروں نے اسے گزرتے دیکھا۔ وہ ہلکے پیلے رنگ کی لمبی سی قمیض میں ملبوس تھی جو کافی سادہ مگر خوبصورت تھی۔ گھنگریالے بال کھلے تھے مگر سلیقے سے پیچھے کی طرف سنوارے گئے تھے۔

وہ بیٹھک کے دروازے پر رکی، ہلکا سا دروازہ بجایا اور اندر داخل ہو گئی۔

اندر اکبر تنہا اُس کے انتظار میں بیٹھا تھا۔

"اتنی دیر کر دی تم نے..."

اُس کے بیٹھتے ہی اکبر نے کہا۔

"میں آگئی ہوں، اسی پر شکر کرو۔"

رخسار نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"اس روز تو بڑی فکر مند ہو رہی تھی میرے لیے۔۔ خیر، آجاؤ، اب دربارِ خاص میں تمہارے لیے ایک خبر ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رخسار نے بائیں ابرو اٹھائی۔

"ایسی کیا خبر ہے جس کے لیے دربارِ خاص جانا پڑے؟"

"دربارِ خاص تمہارا ہے۔ اپنی بنائی ہوئی بیٹھک میں میں تمہیں کوئی خبر نہیں سنا سکتا۔"

رخسار طنزیہ مسکرا دی۔

وہ اب کچھ بھی اپنا محسوس نہیں کرتی تھی۔ وہ جس چیز کو اپنا سمجھنے لگتی، وہ اُس سے چھن جاتی۔

دربارِ خاص میں داخل ہوتے ہی اعلان ہوا:

"اس محل کی شہزادی، شہزادی رخسار، دربارِ خاص میں تشریف لا رہی ہیں۔"

رخسار اور اکبر ابھی دروازے کے پاس ہی تھے۔ اس نے حیرت سے اکبر کو دیکھا۔ اُس کے چہرے پر ایک معنی خیز مسکراہٹ تھی۔

"اندر چلیں شہزادی رخسار۔" اکبر نے کہا۔

دربار کی سجاوٹ شاندار تھی۔ سرخ و سفید گلاب ہر طرف سجے ہوئے تھے۔ کنیزیں قطار میں شاہی لباس زیب تن کئے کھڑی تھیں۔

سامنے بادشاہ کی مخصوص نشست خالی تھی۔

دائیں طرف یوسف اور جبران بیٹھے تھے، جبکہ بائیں طرف —— صبغت شاہ موجود تھے۔

رخسار اُنہیں دیکھ کے آگے بڑھ گئی۔

"بابا جان!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ سیڑھیاں چڑھ کر قریب آ گئی۔

"بابا جان... آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

اس نے جبران اور یوسف کی موجودگی تو محسوس کر لی تھی، مگر دربارِ خاص میں صبغت شاہ کی موجودگی... وہ بھی اتنے سالوں کے بعد...

یہ اُس کے لیے کچھ بہت ہی نیا تھا۔ وہ چونک گئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"بیٹھ جاؤ رخسار۔"

اُسے اپنی پشت سے اکبر کی آواز آئی تھی۔

اُس نے مڑ کر اُسے دیکھا۔ وہ دو سیڑھیاں نیچے کھڑا اُسے دیکھ رہا تھا۔ وہ آکر صبغت شاہ کے بائیں طرف رکھی کرسی پر بیٹھنے ہی لگی تھی کہ پھر سے اکبر کی آواز آئی۔

"یہاں نہیں..."

رخسار نے ایک ابرو اوپر کر کے اکبر کو دیکھا، انداز سوالیہ تھا کہ "پھر کہاں بیٹھوں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اکبر نے ایک ہاتھ سے سربراہی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ رخسار نے سربراہی کرسی کی طرف دیکھا اور پھر سوالیہ نظروں سے اکبر کی جانب۔

"یہ سجاوٹ، یہ ہمارے مہمان اور میرے تایا آج خاص طور پر تمہارے لیے یہاں موجود ہیں۔ تم اس سربراہی کرسی پر بیٹھ جاؤ۔"

اکبر کی آواز نے جیسے رخسار کے ذہن میں آنے والے بہت سارے سوالات کا جواب دینا شروع کیا تھا۔

"مگر جہاں تک میں نے دیکھا ہے، اس کرسی پر بادشاہ تشریف رکھتا ہے۔اور بادشاہ تو تم ہو... نہیں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اُس نے بیٹھنے کے بجائے اُس سے یہ سوال کیا۔اکبر اُس کا سوال سن کر ہلکا سا ہنسا۔

"یہ محل اور یہ شہر تمہارے حوالے، رخسار۔ہم دونوں مل کر یہ سلطنت آگے چلائیں گے۔ میں نے سلطنت کو دہلی منتقل کر دیا ہے، میں وہاں کے معاملات دیکھوں گا...جب کہ یہ شہر، شہرِ لاہور، تمہارے حوالے۔"

رخسار نے حیرت سے اپنے باپ، صبغت شاہ کی جانب دیکھا اور پھر اپنی دوسری طرف بیٹھے جبران اور یوسف کو، جو خاموشی سے یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔

تو یہ طے تھا کہ اس محل پر راج شہزادی رخسار ہی کرے گی...

"تم اس محل کے لیے بنی ہو، رخسار۔ تمہاری ماں ٹھیک کہتی تھی۔"

صبغت شاہ کی آواز کسی گہرے کنویں سے آئی تھی۔ رخسار کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

"بیٹھ جاؤ رخسار۔"

اکبر نے اُسے پھر سے بیٹھنے کا کہا تو اب کی بار وہ اُس سربراہی کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس سے پہلے جب بھی رخسار دربارِ خاص میں بیٹھی تھی تو تخت پر بیٹھی تھی۔ جب سے اکبر بادشاہ بنا تھا، اُس نے دربارِ خاص کا فرنیچر بدل دیا تھا۔

"میں نے امی جان کو معاف کر دیا ہے۔ کیا آپ نے اُنہیں معاف نہیں کیا؟"

رخسار کی دھندلاتی آواز صبغت شاہ کے کانوں سے ٹکرائی تو اُنہوں نے درد سے آنکھیں میچ لیں۔

"اس کا ابھی تھوڑا سا حساب اور باقی ہے۔ اس پر ہم بعد میں بات کرتے ہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اکبر کی آواز پر رخسار نے اُس کی طرف دیکھا۔ وہ ابھی تک دوزینے نیچے کھڑا تھا، اور رخسار آج اُس ہلکے پیلے اور سفید لباس میں ملبوس، بغیر اپنا وہ تین ہیروں والا تاج پہنے، سربراہی کرسی پر بیٹھی تھی۔ وہ اپنے تاج کے بغیر بھی شہزادی ہی لگتی تھی۔

رخسار نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ابھی ایک اور ضروری بات ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اکبر نے مسکرا کر یوسف کی جانب دیکھا اور دوزینے چڑھ کر اوپر آیا۔ صبغت شاہ کے ساتھ رکھی کرسی کو کچھ اس طرح سے ترچھا کر کے رکھا کہ رخسار سمیت جبران اور یوسف بھی اُس کے سامنے ہو گئے، اور پھر اُس کرسی پر بیٹھ گیا۔

رخسار نے اکبر کی آنکھوں کی چمک محسوس کی۔

"ایک اور کیا ضروری بات ہے؟"

رخسار نے پوچھا۔اب کی بار انداز معصومانہ تھا۔

"کیا آپ بتائیں یا میں پہل کروں؟"

اکبر نے صبغت شاہ سے جیسے اجازت مانگی۔اُنہوں نے سر کو اثبات میں ہلا کر اُسے مزید بولنے کی اجازت دی۔

رخسار نے دونوں کو باری باری دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جبران کل کے برعکس آج کافی مطمئن نظر آرہا تھا۔

"تمہارے لیے ایک رشتہ آیا ہے۔"

اور پھر اکبر بولا تو اُسے اچنبھا ہوا۔اُس کو جیسے ہنسی سی آگئی۔

"میرے لیے رشتہ؟"

اُس نے اپنے ازلی مغرور لہجے میں پوچھا۔

یوسف نے سر ہلکا سا جھکا لیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جی۔"

"مگر کس کا؟"

"اِن موصوف کا... یہ کہتے ہیں کہ تم سے شادی کرنا چاہتے ہیں، اس لیے یہ لوگ ہم سے تمہارا ہاتھ مانگنے آئے ہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اکبر نے یوسف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اُسے بتایا تو اُس نے جھٹکے سے یوسف کو دیکھا۔ وہ اب بھی سر جھکائے اپنی انگلیوں کو دیکھ رہا تھا۔

"یوسف؟"

رخسار نے اُسے پکارا تو اُس نے سر کو ذرا سا اوپر کر کے اُسے دیکھا۔

رخسار نے جان بوجھ کر اُس کے ساتھ بیٹھے شخص کو دیکھنے سے گریز کیا کہ کہیں اُس کو دیکھنے سے دل میں حسرت نہ پیدا ہو جائے... وہی پرانی حسرت، پرانی حسرتیں کبھی ختم بھی تو نہیں ہوتیں نا۔ وہ تو ہمیشہ زندہ رہتی ہیں۔ تھوڑا سا بس غور کرنے کی دیر ہوتی ہے اور وہ پھر سے زندہ ہو جاتی ہیں...

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اگر آپ کو کوئی اعتراض..."

"مجھے اس رشتے پر کوئی اعتراض نہیں۔"

یوسف نے جیسے ہی بولنا شروع کیا، اُس نے اُس کی بات بیچ میں کاٹتے ہوئے اکبر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

یوسف نے حیرت سے اُس کی طرف دیکھا...

ہندوستان کی شہزادی کو اُس سے شادی کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

یوسف نے حیرت کے مارے سوچا۔

جبران کو اپنی جگہ حیرت ہوئی، جبکہ اکبر مسکرایا تھا۔

یہ رخسار کے دکھوں پر مرہم لگانے کا وقت تھا۔

صبغت شاہ یوسف کے ساتھ چائے پی چکے تھے۔اُس سے بہت ساری باتیں کرنے کے بعد اُنہیں لگا تھا کہ رخسار کے لیے یوسف سے اچھا لڑکا اُنہیں کبھی نہیں مل سکتا۔

"تم سوچنے کے لیے وقت لے سکتی ہو، رخسار۔"

اکبر نے اُسے انتہائی دھیمے لہجے میں کہا۔

"ہم سفینہ الجبران کے مسافر رہ چکے، اور ایک ساتھ ایک لمبا سفر طے کرنے کے بعد مجھے نہیں لگتا مجھے کوئی بھی فیصلہ لینے کے لیے وقت درکار ہوگا۔"

اُس نے دوٹوک انداز میں اکبر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو جبران صاحب، آپ کو اور آپ کے دوست کو مبارک ہو... ہماری طرف سے اس رشتے کے لیے ہاں ہے۔"

رخسار نے اکبر کی اس بات پر نظریں جھکا کر اپنے ہاتھ میں موجود چاندی کے اُس کڑے کو دیکھا...

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ شرما نہیں رہی تھی، وہ پُرسکون تھی۔

اللہ نے اُسے ایک طویل مرحلے سے گزارنے کے بعد جس نعمت سے نوازا تھا، اُسے سکون کہتے ہیں۔

وہ اب پُر سکون تھی، چاہے وہ اس سربراہی کرسی پر بیٹھی ہو یا نہیں...

جبران اب اکبر سے کوئی بات کر رہا تھا مگر رخسار اپنے آپ میں کھو چکی تھی اُسے جیسے کوئی آواز سُنائی نہیں دے رہی تھی۔

~~~~~~~~~~

شاہی عدالت دربارِ خاص میں سجائی جا چکی تھی۔ تمام گواہان اور سب ہی لوگ وہاں موجود تھے۔ سربراہی کرسی پہ رخسار ایک شان سے بیٹھی تھی، جبکہ اُس کے ساتھ رکھی کرسی پہ اکبر بیٹھا تھا۔ عمر کو کٹہرے میں کھڑا کیا گیا تھا، جبکہ دوسرے کٹھرے میں قلیم تھا۔ دونوں کٹھرے آمنے سامنے تھے، اور سامنے موجود کرسیوں میں نور بانو، اسد، جبران اور یوسف بیٹھے تھے، اور کچھ اور لوگ بھی بیٹھے تھے۔ نور بانو اسد کے ساتھ بیٹھی تھی، اسد کے ساتھ ہی جبران اور پھر یوسف تھے۔ ایک اور طرف رکھی کرسیوں پہ وہ حکیمہ، جو صبغت شاہ کو زہر دیتی رہی تھی، وہ اور اس کے ساتھ رکھی کرسی پہ ظفر بیٹھا تھا۔ ان سب کے علاوہ بھی کچھ افراد تھے جو اس وقت وہاں موجود تھے۔
~~~~~~~~~~

جبران اور نور بانو تھوڑے وقفے کے ساتھ وہاں آئے تھے، نور بانو اسد کے ساتھ وہاں پہنچی تھی۔

"کارروائی شروع کی جائے۔"

رخسار نے سیاہ رنگ کا گاؤن پہنا تھا اور سر پہ اپنا تین ہیروں والا تاج پہنے اس نے عدالتی کارروائی شروع کرنے کا حکم صادر کیا۔

شاہی کاتب، سپہ سالار اور کچھ شاہی سپاہی بھی اس وقت وہاں موجود تھے۔

Clubb of Quality Content

"جنابِ عمر، آپ نے بادشاہ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ آپ کے دو آدمی چوبیس تاریخ کی رات کو بادشاہ اکبر بن سلیمان شاہ کا پیچھا کرتے اور پھر ان کو قتل کرتے ہوئے پکڑے گئے ہیں۔ کیا آپ اس بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے؟"

سپہ سالار نے انتہائی اونچی آواز میں بولا تو عمر، جو کٹہرے میں سر جھکائے خاموشی سے کھڑا تھا، اس نے سر کو ذرا سا اوپر کر کے اس سپہ سالار کو دیکھا اور پھر اس کے پیچھے دوسرے کٹہرے میں کھڑے قلیم کو دیکھا۔ دونوں کی نظریں ملیں تھیں اور پھر قلیم نے نظریں واپس پھیر لیں۔

"یہ میرے اوپر الزام ہے، ایسا کچھ نہیں ہوا، یہ جھوٹ ہے۔"

عمر نے بولا تو کرسیوں میں بیٹھے افراد میں بیٹھی نور بانو تلخی سے مسکرائی۔

Clubb of Quality Content!

"کیا آپ یہ بتانا پسند کریں گے کہ آپ نے ایسا قدم کیوں اٹھایا؟"

سپہ سالار نے اس کے جواب کو نظر انداز کرتے ہوئے دوسرا سوال کیا۔

"میں کہہ رہا ہوں، میں نے اس طرح کا کوئی قدم نہیں اٹھایا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عمر نے اب تھوڑی اونچی آواز میں بولا۔ سپہ سالار قلیم کی طرف آیا۔

"آپ اور آپ کے ساتھی کو چوبیس تاریخ کی رات تاجر جبران اور ان کے دوست یوسف نے بادشاہ کو قتل کرتے ہوئے پکڑا تھا۔ آپ نے یہ قدم کس کے کہنے پر اٹھایا؟"

عمر کو حیرت ہوئی۔

"یہ تاجر جبران وہاں کہاں سے آگیا تھا؟ اور اس کا کیا کام؟"

عمر نے سوچتے ہوئے وہاں بیٹھے افراد میں دیکھا تو اسے وہاں نور بانو اور اسد سمیت کچھ اور بھی لوگ نظر آئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میری کوئی غلطی نہیں۔ میں بادشاہ کو بتا چکا ہوں، اس قتل کا حکم مالک نے دیا تھا۔۔"

عمر کو لگا تھا قلیم اس کا نام نہیں لے گا۔ اس نے بے بسی سے قلیم کو دیکھا۔

"کون مالک؟"

"مالک۔۔۔عمر۔۔"

"آپ عمر کے ساتھ کتنے عرصے سے کام کر رہے ہیں؟"

"پچھلے پندرہ سالوں سے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"بہت خوب۔اب آپ جا سکتے ہیں۔۔"

سپہ سالار نے اسے بھیج کر ایک اعلان کیا۔

"اب شاہی عدالت کے کٹھہرے میں بغدادی تاجر،تاجر جبران کو بلاتا ہوں۔"

عمر کو اشتیاق ہوا کہ یہ کون ہے۔اور جبران کو وہاں آتا دیکھ کر اسے یاد آیا کہ یہ شخص تو ولیمے میں بھی موجود تھا۔

"اس کا ولیمے میں کیا کام؟ کہیں اس کو بھی تو نور بانو نے نہیں بلایا تھا؟"

عمر نے سوچا۔

"نور بانو کا اس تاجر سے کیا کام؟ نہیں۔"

اس نے مزید سوچا اور اب جبران کٹھرے میں آ چکا تھا۔اس نے آج کریم رنگ کا جبہ پہنا تھا، جس کے اوپر اس نے بھورے رنگ کا عبایا پہنا تھا،اور عبایا کے اوپر ہی اس نے بھورے رنگ

کا بیلٹ باندھا ہوا تھا۔ سر پہ بھورے رنگ کا عمامہ باندھے وہ آج پوری طرح سے اپنے بغدادی حلیے میں موجود تھا۔

رخسار نے اس کو دیکھا، اور اس کے دل میں کچھ چبھا تھا، لیکن اگلے ہی لمحے اس نے وہاں موجود افراد میں سے یوسف کو دیکھا تو اسے اپنی طرف دیکھتا پایا۔ دونوں کی نظریں ملیں تو رخسار نے سر کو ذرا سا خم دے کر جیسے اُسے دور سے ہی سلام کیا۔۔ اور اگلے ہی لمحے سنجید گی سے عدالتی کارروائی دیکھنے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"جی تاجر جبران، اس رات، یعنی چوبیس تاریخ کی رات کو آپ کہاں تھے؟"

"چوبیس تاریخ کی رات کو میں ان موصوف کے بھائی کے ولیمے میں تھا۔"

ہاتھ کا اشارہ اس نے عمر کی طرف کیا تھا۔

"میرے بھائی کے ولیمے میں آنے کا بلاوا تمہیں کس نے دیا تھا؟"

عمر کا سوال غیر متوقع تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

جبران مسکرایا۔

"نور نے۔"

جبران نے جواب دیا تو عمر نے پہلو بدل کر نور بانو کو دیکھا۔ جبران نے جس انداز سے "نور" کہا تھا، اس کے لہجے میں کچھ تھا۔۔ کہ عمر کو لگا وہ بادشاہ کے قتل کا منصوبہ بنا کر بہت بڑی غلطی کر چکا ہے۔ یہ افسوس تو خیر اُسے قید خانے میں بھی ہوا تھا۔

"آپ خاموش رہیے۔"

سپہ سالار نے عمر کو خاموش رہنے کا کہا اور مڑ کر جبران کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"پھر کیا ہوا؟ آپ کو کیسے پتا لگا کہ یہ دو افراد بادشاہ کا قتل کرنے والے ہیں؟"

"میں حویلی کے پچھلے حصے میں گیا تھا۔ وہاں میں نے دو افراد کی باتیں سنیں جو یہ کہہ رہے تھے کہ مالک نے اس کو بادشاہ کا قتل کرنے کا کہا ہے۔"

"پھر کیا ہوا؟"

سپہ سالار نے سوال کیا۔

"میری حویلی کے پچھلے حصے میں تم کیا کرنے گئے تھے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عمر نے چیختے ہوئے اس سے پوچھا تو جبران مسکرا دیا۔ عمر کو اس کے مسکرانے سے اور بھی زیادہ غصہ آیا۔

عمر کو اتنا اندازہ تو ہو چکا تھا کہ وہ بہت کچھ مِس کر چکا تھا بیچ میں۔

"آپ کو چپ رہنے کا کہا ہے، ہمیں کارروائی کرنے دیں۔"

سپہ سالار نے اب کی بار قدرے اونچی آواز میں اسے خاموش رہنے کا کہا۔

"تو بتائیں تاجر جبران، پھر آپ نے کیا کیا؟"

"پھر میں نے اپنے دوست یوسف کے ساتھ ولیمے کی واپسی پر بادشاہ اکبر کا پیچھا کیا اور یوں میں نے اور یوسف نے ان دو لوگوں کو بادشاہ کا قتل کرنے سے روک دیا۔"

"بہت خوب۔ اب آپ جا سکتے ہیں۔"

جبران جا کر اپنی کرسی پہ بیٹھنے کے بجائے نور بانو کے دوسری طرف ساتھ رکھی خالی کرسی پہ بیٹھ گیا۔اس کے بعد سپہ سالار نے ظفر سے پوچھ گچھ کی،اور پھر سارے میں اکبر کی آواز سنائی دی۔

"حکیمہ کو کٹہرے میں بلاؤ۔"

اکبر کی آواز پر عمر نے اچنبھے سے اس حکیمہ کو دیکھا جو کٹہرے تک آ رہی تھی۔اس کے ماتھے پہ مزید شکنیں ابھریں، عمر کا دل چاہا اپنا سر دیوار سے جا کر مار دے۔

حکیمہ کو کٹہرے میں بلایا گیا،اور پھر اکبر خود نیچے اترا اور حکیمہ کے قریب آ کر سوال کرنے لگا۔

"حکیمہ، آپ اس محل میں کب سے آ رہی ہیں؟"

"میں جی پیدا اِسی محل میں ہوئی تھی، صاحب جی۔ ہم بچپن سے اِدھر ہی رہتے تھے، ہماری ماں اِدھر پلی بڑھی۔"

"پھر آپ اب اس محل میں کیوں نہیں رہتیں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"بہت سال پہلے نازیہ بی بی نے مجھے دو کمروں کا گھر دیا تھا جی، پھر میں اُدھر رہتی ہوں جی۔"

اس کے کہنے پہ رخسار نے ایک ابرو اوپر کی۔

"آپ کو صبغت شاہ کے ہی کمرے میں ان کو ایک خاص قسم کا زہر پلاتے ہوئے پکڑا گیا ہے۔ آپ کی تفتیش ہو چکی ہے۔۔اس لیے آپ اپنے جرم کا شاہی افراد کے سامنے اعتراف کرتے ہوئے ہمیں یہ بتائیں کہ آپ کو یہ خاص قسم کا زہر کون دیتا رہا ہے؟"

عمر نے ہونٹ بھینچے۔

"یہ جھوٹ بول رہی ہے،اس کی باتوں میں نہ آنا۔"

عمر کی آواز پہ اکبر مڑا اور زوردار قہقہہ لگایا۔

"عمر۔۔ابھی اس نے کچھ کہا ہی نہیں ہے، تھوڑا صبر کرو۔"

"مجھے زہر یہ دیتا تھا جی۔میں اس کی حویلی جاتی تھی۔"

حکیمہ کے کہنے پہ رخسار کو حیرت ہوئی۔

"عمر کیا کیا کرتا رہا ہے؟"

نور بانو کو بے انتہا دکھ ہوا۔اس نے دکھ سے اسد کی طرف دیکھا۔۔اسد حیران و پریشان بیٹھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اب آپ جا سکتی ہیں۔"

اکبر واپس اپنی جگہ پہ چلا گیا اور سپہ سالار آگے آیا۔

"آپ پہ ان سب کے علاوہ ایک اور الزام بھی ہے۔ یہ کچھ ثبوت ہیں۔"

سپہ سالار شاہی کاتب تک آیا اور اس کے سامنے میز پہ پڑے کچھ پرانے خطوط اور دیگر کاغذات اٹھا کر ہوا میں لہرائے۔

"ان سب ثبوتوں کو دیکھ کر آپ پہ ایک اور جرم ثابت ہوتا ہے۔ آپ نے ملک سے غداری کی ہے، اور وہ بھی ایک لمبے عرصے تک۔ کیا آپ بتائیں گے کہ ملک کا قیمتی سرمایہ بندرگاہوں کے ذریعے باہر بھیجنے کے بعد، اس مال و دولت کی قیمت یعنی سونے کے سکے، جو آپ بھاری تعداد میں غیر ملکی افراد سے وصول کرتے رہے ہیں، وہ کہاں ہیں؟"

سپہ سالار نے ایک ایک لفظ الگ الگ ادا کرتے ہوئے اس سے پوچھا، تو عمر مسکرایا۔

"اب اتنا گھٹیا الزام آپ نے مجھ پہ لگایا ہے۔ آپ کے پاس ثبوت بھی ہیں تو یہ بھی آپ کو پتا ہو گا کہ میں نے وہ سونے کے سکے کہاں رکھے ہیں؟"

وہ جس انداز میں بات کر رہا تھا، رخسار کا دل چاہا اٹھ کر آئے اور اس کے منہ پہ ایک زوردار تھپڑ دے مارے، مگر وہ ضبط کر گئی۔

"بادشاہ سلامت، اس شخص پہ مختلف الزامات ہیں جو اس عدالتی کارروائی میں ثابت بھی ہو چکے ہیں۔ اب آخری فیصلہ آپ کا ہے۔"

اکبر نے اس کی بات غور سے سنی اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا، اسد کی آواز سارے میں گونجی۔

"مجھے معلوم ہے کہ وہ سونے کے سکے کہاں رکھے ہیں۔"

اس نے اپنی کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو سب لوگ اس کی جانب دیکھنے لگے۔ عمر کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔

اکبر نے اسے کٹہرے میں بلایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے آج عمر کو اپنا بھائی کہتے ہوئے شرم محسوس ہو رہی ہے۔۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس کے جرائم کتنے بڑے اور کتنے گھناؤنے ہیں۔۔"

"آپ نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس نے یہ سکے کہاں رکھے ہیں؟"

سپہ سالار نے اسد سے پوچھا تھا۔

"جی، میں وہ سارے سکے آپ کے حوالے کر دوں گا۔"

اسد نے اکبر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ اکبر نے ہاتھ کے اشارے سے اسے واپس بیٹھنے کا کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"آخری فیصلہ شہزادی رخسار کریں گی۔ چونکہ اس محل پہ راج بھی انہی کا ہے، تو اس لیے وہ عمر کے حوالے سے جو بھی فیصلہ کریں گی، اس پہ کسی کو بھی اعتراض نہ ہو گا۔"

رخسار نے اکبر کی بات سن کر سر کو ذرا سا خم دیا اور پھر سپہ سالار کو اپنی جگہ پہ بیٹھنے کا کہا۔

"میں عمر کو ساری زندگی قید میں رکھنے کی سزا دیتی ہوں۔ تاکہ پوری زندگی اسے اپنے کیے گئے ایک ایک جرم پہ پچھتاوا ہوتا رہے۔"

نور بانو تلخ سا مسکرائی تھی۔

اور اسد نے گہری سانس لی تھی۔ جبران اُسی طرح نور بانو کے پہلو میں خاموش بیٹھا تھا۔ دونوں نے ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کی تھی، مگر اس کے باوجود عمر کو لگا کہ ان دونوں نے ایک دوسرے سے طویل گفتگو کی ہو۔

عمر اپنی سزا سن کر بھی تلخی سے مسکرایا تھا۔ نہ جانے اسے کس بات کا غرور تھا، پچھتاوا ہونے کے باوجود اُس کی ایک ایک حرکت سے تکبر جھلک رہا تھا۔

~~~~~~~~~~

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb
~~~~~~~~~~

پانچ ماہ بعد۔۔۔

"کچھ بھی ناممکن نہیں ہوتا۔۔چیزوں کو ناممکن ہم خود بناتے ہیں۔"

یہ ایک کتب خانے کا منظر تھا۔ایک ایسے کتب خانے کا، جس کی تعمیر انتہائی منفرد انداز سے ہوئی تھی۔کتب خانے کی تعمیر گول دائرے کی شکل میں ہوئی تھی، جس کی چھت گنبد نما تھی اور اس کی اونچی دیواریں سرخ رنگ کی اینٹوں سے بنائی گئی تھیں، جو اس عمارت کے مضبوط ہونے کی گواہی دے رہی تھیں۔ان دیواروں میں جڑی رنگین کھڑکیاں سورج کی روشنی کو کتب خانے کے اندر داخل ہونے کی اجازت دے رہی تھیں۔گنبد نما چھت پہ اس دور کے حساب سے خوبصورت نقش و نگار بنائے گئے تھے۔

کتب خانے کے بیچ و بیچ بلند و بالا الماریاں ترتیب سے قطار در قطار نصب کی گئی تھیں، جس کے اندر کتابیں نفاست سے رکھی گئی تھیں۔

ایسے میں اگر اس لڑکی پہ نظر ڈالو تو اس کے کمر تک آتے سلکی بالوں کو ہمیشہ کی طرح ڈھیلی ڈھالی چوٹی میں باندھا گیا تھا۔ وہ کریم رنگ کی لمبی قمیص پہنے ہوئے تھی، جس کے ساتھ ہم رنگ چوڑی دار پاجامہ تھا اور بھورے رنگ کا دوپٹہ اس نے شانوں پہ پھیلایا ہوا تھا۔

وہ قطار در قطار کتابوں کی الماریوں میں سے گزرتے گزرتے رکی اور وہاں نفاست سے رکھی گئی کتابوں میں سے ایک کتاب اٹھائی۔ یہ کتاب، جس کی جلد بھورے رنگ کی تھی، اس کتاب کے صفحوں پہ جیسے ایک صدی پہلے لکھائی کی گئی تھی۔

اس نے وہ کتاب بیچ میں سے کھولی۔۔ اور اس میں سے آنے والی سیاہی کی خوشبو سونگھی اور پھر مُسکرا دی۔۔ اُسے ہمیشہ پُرانی کتابوں میں سے آنے والی خوشبو پسند تھی۔

سورج کی روشنی اُس کے چہرے پہ پڑ رہی تھی، جس کے باعث اُس کی رنگت سرخی مائل نظر آنے لگی۔ یہ لڑکی کوئی اور نہیں، نور بانو تھی۔

نور بانو، جو بہادر تھی۔ مشکل فیصلے لینے والی۔۔ جو کبھی ہمت نہ ہارتی تھی۔

اُس نے کتاب واپس اپنی جگہ پہ رکھی اور آگے آئی۔۔ کتابوں کی اس قطار میں سے نکلی اور دائیں طرف مڑ گئی۔ دائیں طرف مڑتے ہی آخر میں ایک میز رکھا تھا، جس پہ رکھی موم بتی اُس نے کچھ دیر پہلے ہی جلائی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

میز پہ مختلف رجسٹر، سیاہی، قلم اور اور کچھ اور چیزیں بھی رکھی تھیں، لیکن ان کی ترتیب درست نہیں تھی۔

وہ میز کی دوسری طرف رکھی کرسی پہ بیٹھ گئی۔

دفعتاً کتب خانے کے داخلی دروازے کے کھلنے اور پھر بند ہونے کی آواز آئی تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ یہ کون ہو گا۔ اُس کے دل نے جیسے گواہی دی تھی۔

اُس نے قلم، دوات اور رجسٹر ترتیب سے ایک طرف کو رکھے، جب کہ بخور، موم بتی اور ایک اسٹیل کا پیالہ دوسری طرف رکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اُس نے دن میں ہی موم بتی کسی کام سے جلا دی تھی۔۔ اب اس نے جلتی ہوئی موم بتی سے اس پیالے میں موجود چھوٹی چھوٹی لکڑی کی ڈنڈیوں پر آگ لگائی۔

اُسے اب اس آنے والے کے قدم اپنی طرف آتے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔

اس نے موم بتی واپس اپنی جگہ پہ رکھ کر سر کو ذرا سا اوپر کیا اور اس آنے والے کی طرف دیکھا۔

وہ اس شخص کو آج پانچ ماہ بعد دیکھ رہی تھی۔

اس شخص نے نور بانو کو اپنی طرف دیکھتا پا کر اُس کی طرف مسکراہٹ اُچھالی۔ ذرا سا مسکرانے سے بھی اُس کے دائیں گال میں گڑھا سا بن گیا، اور اگلے ہی لمحے غائب ہو گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ نیلے رنگ کے عبایا میں تھا۔ عبایا کے اندر اس نے کریم کلر کا جبہ پہنا تھا، اور عبایا کے اوپر ہم رنگ بیلٹ باندھا تھا، جس کے اندر سے اُس کا ذاتی خنجر جھلک رہا تھا۔

وہ میز کی دوسری طرف، اُس کے سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

نور بانو نے اب اس لگائی گئی آگ میں بخور ڈالا۔ یہ بخور، عود، مسک اور صندل کے پاؤڈر سے بنا تھا۔ اُس نے جیسے ہی آگ پہ ڈالا، کچھ لمحوں کے بعد سارے میں بخور کی مہک پھیل گئی۔

نور بانو آج پانچ ماہ کے بعد جبران بن خلیل کے بولنے کے انتظار میں تھی۔

جبران کتب خانے کا جائزہ لینے کی غرض سے اٹھ گیا۔ کتب خانے کی خاموشی میں اُس کے بھاری قدموں کی چاپ سنائی دے رہی تھی۔

"میں دیکھتا ہوں کہ تم یہ سب کیسے کرتی ہو، کم از کم میرے ہوتے ہوئے یہ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے بہتر ہے خود ہی ذہن سے نکال دو یہ بات؟!"

نور بانو کو عمر کی باتیں یاد آئیں، جو آج سے تقریباً ایک سال پہلے عمر نے اُس سے کتب خانہ کھولنے کے حوالے سے کی تھیں۔۔وہ مسکرائی۔

"دیکھ لو عمر۔آج میں اپنے کتب خانے میں موجود ہوں۔میں نے جو خواب آج سے کئی سال پہلے دیکھا تھا، وہ پورا ہو چکا ہے۔جبکہ تم کہاں ہو؟ ہمیشہ کے لیے قید میں۔۔ مسز کیتھرین نے ٹھیک کہا تھا، "خواب پورے ہو جاتے ہیں۔شرط بس یہ ہے، ہمت نہیں ہارنی، کوشش اور لگن سے سب حاصل ہو جاتا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جبران کتب خانے کا جائزہ لے کر واپس آ چکا تھا۔بخور کی خوشبو اب پورے کتب خانے میں پھیل چکی تھی۔

"کیسا لگا میرا کتب خانہ؟"

نور بانو کو جب لگا کہ جبران ایسے ہی خاموش رہے گا تو اُس نے خود بات کی پہل کی۔

وہ آج جبران کو پانچ ماہ کے بعد دیکھ رہی تھی۔ جبران بغداد چلا گیا تھا۔ یوسف بھی رخسار سے دوبارہ آنے کا وعدہ کر کے جبران کے ساتھ ہی گیا تھا۔ بغداد پہنچ کر جبران کو معلوم ہوا تھا کہ اس کی ماں بیمار پڑ گئی تھیں، اور کچھ روز اپنی ماں کے ساتھ گزارنے کے بعد جب وہ ٹھیک ہو گئی تھیں تو وہ پھر سے یوسف کے ہمراہ ہندوستان آیا تھا۔

Clubb of Quality Content

آنے والے جمعے کو رخسار اور یوسف کا نکاح تھا۔ اکبر اب زیادہ تر دہلی میں ہوتا تھا، جبکہ شہرِ لاہور رخسار کے حوالے تھا۔ نازیہ تو پہلے ہی ان سب کی زندگیوں سے جا چکی تھی۔ عمر کے قید خانے میں جانے کے بعد ان سب کی زندگیوں میں سکون در آیا تھا۔ وہ سونے کے سِکّوں کے صندوق جو عمر نے گھر کے اُس خفیہ کمرے میں چھپا رکھے تھے، اسد نے وہ اکبر اور رخسار کے حوالے کئے تھے۔ اور اُن دونوں نے اُن سِکّوں سے غریبوں کو گھر بنا کے دینا شروع کیا تھا۔

"بہترین ہے۔۔"

جبران نے جواب دیا۔

نور بانو نے پھر اٹھ کر بخور والے پیالے کو دیوار میں بنی اونچی جگہ پہ رکھ دیا۔اب آہستہ آہستہ بخور سے دھواں نکل کر سارے کتب خانے میں پھیلتا گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پوچھو گے نہیں کہ یہ پانچ ماہ میں نے کیسے گزارے؟ تم تو بتائے بغیر چلے گئے تھے۔۔"

نور بانو نے واپس بیٹھتے ساتھ اس سے پوچھا۔

"تم نہ بھی بتاؤ تو مجھے خبر ہے۔۔اب تو آ گیا ہوں، تمہیں ہمیشہ کے لیے اپنے ساتھ لے جانے کے لیے۔"

جبران نے کہا تو نور بانو کی آنکھوں میں ایک چمک پیدا ہوئی۔

"رب دعائیں قبول کرتا ہے۔۔دیر ہو جاتی ہے، مگر یقین رکھو قبول ہو جاتی ہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

نور بانو نے دل میں سوچا۔

"میں نے تم سا مہربان شخص اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔۔"

وہ بولی تو جبران مسکرایا۔

"جبران صرف نور بانو پہ مہربان ہوا کرتا ہے۔"

جبران نے اس روز اس کا پورا نام لیا تھا۔ نور بانو کو جبران کا اس کو نور کہنا اچھا لگتا تھا، اور آج جب اس شخص نے اس کا پورا نام لیا تو نور بانو کو اس کے لبوں سے ادا ہوتا ہوا اپنا پورا نام بھی اچھا لگا۔

"میرے کتب خانے کا کیا ہوگا؟"

"کیوں، کیا تم بغداد میں بھی کتب خانہ نہیں کھولنا چاہتی؟"

جبران کے سوال پہ وہ سوچ میں پڑ گئی اور کہا کچھ نہیں۔

Clubb of Quality Content

"آنے والے جمعے کو محترمہ اور یوسف کا نکاح ہے۔"

جبران نے کچھ دیر کے بعد کہا تو نور بانو حیرت میں گھری مسکرائی اور سوالیہ انداز سے اُس کی آنکھوں میں دیکھا۔ نور بانو جانتی تھی کہ جبران رخسار کو محترمہ کہتا ہے۔

"رخسار اور یوسف؟ یہ کب ہوا؟"

"میرے خیال سے سفینہ الجبران میں۔"

جبران نے کہا تو وہ حیران ہوئی۔ وہ پچھلے پانچ ماہ سے کتب خانے کے کاموں میں اتنی مصروف تھی کہ نہ محل جا سکی، نہ ہی وہ رخسار سے ملی تھی۔

"چلو یہ تو اچھا ہوا۔"

"اب چلتا ہوں، کل شام کو چائے تیار رکھنا، تمہارے لیے معمول کے بسکٹ لایا ہوں بغداد سے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جبران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں شام کے وقت کتب خانے میں نہیں ہوتی، جبران۔"

اس نے آہستہ سے کہا تا کہ وہ برا نہ مان جائے۔

"میں گھر آنے کی بات کر رہا ہوں، کچھ ضروری کام ہے تمہاری امی اور بھائی سے۔"

اس نے معنی خیز انداز میں مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا تو نور بانو بجائے شرمانے کے خود بھی مسکراہٹ دباتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آئیں، آپ کو دروازے تک چھوڑ آؤں۔"

وہ پھر سے تم سے آپ پہ چلی گئی تھی۔ جبران جانتا تھا کہ اب ساری زندگی وہ ایسے ہی "تم" سے "آپ" پہ اور "آپ" سے "تم" پہ جاتی رہے گی۔

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842